بانی شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی نور اللہ مرقدہ

رئیس التحریر
شیخ الحدیث مفکر اسلام
مولانا مفتی محمود

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
پاکستان

چیف ایڈیٹر
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبید اللہ انور

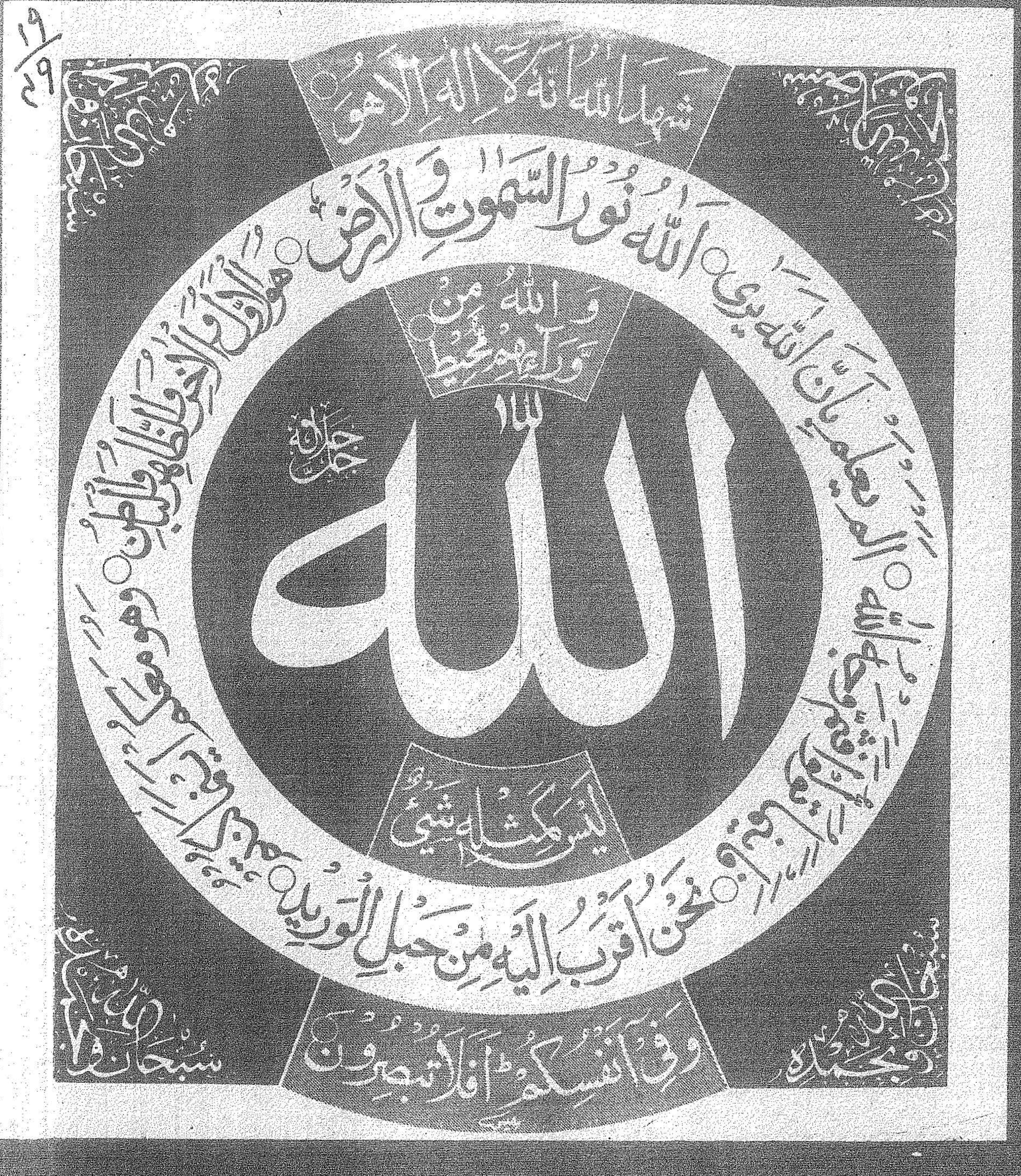

شهد الله انه لا اله الا هو
الله نور السموت والارض
الم يعلم بان الله يرى
هو الاول والاخر والظاهر والباطن
والله من ورائهم محيط
جل جلاله
الله
ليس كمثله شيء
نحن اقرب اليه من حبل الوريد
وفي انفسكم افلا تبصرون
سبحان الله وبحمده
سبحان الله

۵۰ پیسے

۱۰ ربیع الثانی ۱۳۹۴ھ
۳ مئی ۱۹۷۴ء

مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور پاکستان غربی

جلد ۱۹
شمارہ ۴۹

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

مسلمان کی تعریف

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَ یَدِہٖ۔ (بخاری و مسلم شریف)

سَلِمَ، محفوظ رہیں۔ لِسَانٌ، زبان۔

یَدٌ۔ ہاتھ۔

ترجمہ: (صحیح معنوں میں) مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں

تشریح اسلام سرتا سر سلامتی اور امن ہے۔ اپنے ماننے والوں کو سلامتی ہی کا سبق سکھاتا ہے۔ پس کامل مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔ عام طور پر اذیت ان ہی دو اعضاء سے پہنچائی جاتی ہے۔

آج مسلمان دوسرے مسلمان سے محفوظ نہیں ہے۔ غیبت، چغلی، جھوٹ، بہتان، مار پٹائی، قتل و غارت اور آبرو ریزی ہم میں کس قدر عام ہو چکی ہے۔ ان جرائم کی بناء پر دنیا جہنم کا نمونہ بنی ہوئی ہے۔ حق تعالےٰ ہمیں صحیح معنوں میں مسلمان بنائیں اور اس حدیث پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

رحم کرنا

اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَآءِ۔ (طبرانی)

اِرْحَمُوْا۔ تم رحم کرو۔

یَرْحَمْکُمْ۔ تم پر رحم کرے گا۔

تشریح دوسروں پر شفقت اور مہربانی کی صفت اللہ تعالےٰ کو بہت پسند ہے ـــــ اس حدیث میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ روئے زمین پر بسنے والے تمام انسانوں کے ساتھ ہمدردی کا سلوک کرو۔ بلکہ تمام مخلوق پر مہربانی کرو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالےٰ تم پر مہربانی فرمائیں گے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کے ساتھ وہ مہربانیاں فرمائیں کہ اسلام کے دشمن اسلام کے گرویدہ بن گئے۔ آپؐ نے حیوانات پر بھی ظلم کرنے سے منع فرمایا۔

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ (سورہ انبیاء) کہ آپ تمام مخلوق کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

رحمۃ للعالمین نے اپنی امت کو بھی مہربانی اور شفقت کا حکم دیا ہے۔

جنّت سے محرومی

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ خَبٌّ وَّلَا بَخِیْلٌ وَّلَا مَنَّانٌ۔ (ترمذی شریف)

خَبٌّ: مکّار، دغاباز۔

بَخِیْلٌ: کنجوس۔

مَنَّانٌ۔ مَنٌّ سے ہے۔ احسان جتانے والا۔

ترجمہ: دغاباز، کنجوس اور احسان جتانے والا جنّت میں داخل نہیں ہوگا۔

تشریح دوسروں کے ساتھ مکر و فریب کی عادت بہت بری ہے۔ مسلمان کو بالکل صاف اور کھرا ہونا چاہیے۔ دغابازی سے بالکل دُور رہے۔ اسی طرح کنجوسی سے پرہیز کرے۔ ضروریات میں مال نہ خرچ کرنا بخل ہے۔ اور ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا اسراف ہے۔ بخل اور اسراف دونوں ہی ناجائز ہیں۔

احسان جتانے سے بھی پرہیز لازم ہے۔ کسی کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو انشاء اللہ اس کا اجر اور معاوضہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ملے گا۔ لیکن احسان جتانے سے نیکی ضائع ہو جاتی ہے۔ جس کے ساتھ نیکی کی جاتی ہے اسے بھی تکلیف ہوتی ہے۔ اسی لیے قرآن مجید میں نیکی جتانے سے روکا گیا ہے۔

"اے ایمان والو! اپنے صدقات و خیرات کو احسان جتا کر اور دوسروں کو تکلیف پہنچا کر ضائع مت کرو۔"

جھوٹا کون ہے؟

کَفٰی بِالْمَرْءِ کَذِبًا اَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ۔ (مسلم شریف)

کَفٰی: کافی ہے۔

مَرْءٌ: آدمی

یُحَدِّثُ: بیان کر دے۔

مَا سَمِعَ: جو کچھ سُنے۔

ترجمہ: آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ جو کچھ سنے۔ لوگوں سے بیان کر دے۔

تشریح حقیقت کے خلاف کہنا جھوٹ ہے مسلمانوں کو صرف جھوٹ ہی سے نہیں روکا گیا۔ بلکہ اِدھر اُدھر کی باتیں اور افواہیں پھیلانے سے بھی روکا گیا ہے۔ اگر ہر سُنی سنائی بات کو پھیلایا جائے۔ بعض باتیں اگر ٹھیک ہوں گی تو بعض یقیناً غلط بھی ہوں گی۔ غلط باتوں سے فساد اور بدامنی پھیلے گی۔

پس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ صرف خلاف واقعہ کہنا ہی جھوٹ نہیں بلکہ یہ بھی جھوٹ میں داخل ہے کہ جو کچھ سُنے لوگوں سے بیان کرتا پھرے۔

ہمارے تمام اعضاء ہمارے پاس اللہ تعالےٰ کی امانت ہیں۔ اسی لیے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْہُ مَسْئُوْلًا۔ (بنی اسرائیل ۳۶)

ترجمہ: کہ جس چیز کا پورا اور یقینی علم نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑ۔ کانوں، آنکھوں اور دلوں کے بارہ میں اللہ تعالےٰ کے ہاں یقیناً باز پرس ہوگی۔

بد عہدی

لَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا عَھْدَ لَہٗ (مسند امام احمد)

عَھْدٌ: قول، پکا وعدہ۔

ترجمہ: اس کا دین (کامل) نہیں جس کا قول و قرار نہیں۔

تشریح وعدہ پورا کرنا تمام عقلاء کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ اسلام نے اس پر بہت زور دیا ہے۔ قرآن مجید اور احادیث میں ایفائے عہد کی بہت تاکید فرمائی گئی ہے۔ بدعہد آدمی یا بدعہد قوم کی ساکھ دوسری قوموں میں خراب ہو جاتی ہے۔ اس کا اعتبار بالکل اٹھ جاتا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم جو بھی عہد کریں خواہ اللہ پاک سے ہو، اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں سے ہو یا دوسری غیر مسلم اقوام سے ہو، اسے حرف بحرف پورا کریں۔ کتنی بڑی وعید ہے۔

کفایت شعاری اور میانہ روی

مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ۔ (مسند احمد)

ترجمہ: جس نے میانہ روی اختیار کی وہ مفلس نہیں ہوا۔

تشریح بے جا مال خرچ کرنا اسراف ہے۔ اسی طرح موقع اور محل پر خرچ نہ کرنا کنجوسی ہے۔ اقتصاد کا مطلب میانہ روی ہے پس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرتا ہے وہ کبھی محتاج نہیں ہوتا ـــ مشہور بات ہے "جتنی چادر دیکھو اتنے ہی پاؤں پھیلاؤ"۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اقتصادیات کا پورا علم ایک جملے میں بیان فرما دیا۔

خدام الدین
فون ۶۷۵۳۵
۱۰ ربیع الثانی ۱۳۹۴ھ
۳ مئی ۱۹۷۴ء
جلد ۱۹ شمارہ ۴۹

مندرجات

- احادیث الرسولؐ
- اداریہ و شذرات
- رہبر اگر ہمارا ہو محمود دوستو! (نظم)
- خطبہ جمعہ
- قرآن حکیم اور اس کا نظام حیات اپنوں اور غیروں کی نظر میں
- سپاسنامہ —— بخدمت قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود
- استفہام انکاری کی چند قرآنی مثالیں
- جمعہ کی پہلی نماز
- مطبوعات جدیدہ
- بچوں کا صفحہ —— تعلیم کا مقصد

بدل اشتراک
سالانہ —— ۲۴/- روپے
ششماہی —— ۱۲/- روپے
سہ ماہی —— ۶/- روپے
فی شمارہ —— ۵۰ پیسے

چیف ایڈیٹر
●
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبیداللہ انور

عبدالرشید انصاری

جتوئی صاحب کا بروقت انتباہ

وزیر اعلیٰ سندھ جناب غلام مصطفیٰ جتوئی نے ۲۳ اپریل کو شہداد کوٹ کے ایک جلسہ میں تقریر کے دوران کہا ہے کہ: "اگر ہم عوام کو مناسب تحفظ فراہم نہ کر سکے تو ناکام کہلائیں گے"

جتوئی صاحب کے اس صاف اور واضح خیال سے ہر وہ باشعوری شہری اتفاق کرے گا جو پاکستان کو حقیقی امن، چین اور راحت و اطمینان کا گہوارہ دیکھنے کا متمنی ہو۔

کسی ریاست کی بہتری، ترقی اور خوشحالی کے لئے ضروری ہے کہ وہاں راعی اور رعایا ایک دوسرے سے مطمئن ہوں۔ ان کے باہمی تعلقات اچھے ہوں اور آپس میں ان پر جو حقوق و فرائض اور ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں ان سے بخوبی آگاہ ہونے کے ساتھ ساتھ فرائض کی بجاآوری کا پرخلوص جذبہ بھی ان کے رگ و پے میں موجزن ہو —— مگر آج تک ہمارے حکمرانوں میں جس چیز کی کمی رہی ہے وہ بے مجبور و بے بس اور نچلے درجہ کے مفلوک الحال عوام کی دادرسی اور ان کے حقوق ادا کرنے کا احساس —— عوام کے لئے خوراک، پوشاک رہائش، تعلیم اور صحت و تندرستی کا بندوبست کرنے کے علاوہ ان کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرنا ایک جمہوری معاشرہ کے اندر حکومت وقت کے فرائض منصبی میں شامل ہوتا ہے جو حکومت اور برسراقتدار گروہ ان فرائض کی ادائیگی میں ناکام ہونے کے باوصف اقتدار سے چمٹا رہے۔ اس کا مسند اقتدار پر براجمان رہنا سراسر ناانصافی اور ظلم و آمریت قرار پاتا ہے۔ کیوں کہ جس مقصد کے لئے عوام انہیں حکمرانی کا حق عطا کرتے ہیں وہ پورا نہیں ہو پاتا۔ اس لئے ایسے وقت یہ حق عوام کو لوٹا دینا ضروری ہوتا ہے۔ تاکہ وہ یہ کام کسی اور کو سونپ دیں جو اسے بہتر انجام دے سکے۔

آج ملک میں چور بازاری، سفاکی و خونریزی، رشوت، مہنگائی اور ظلم و ستم کی گرم بازاری ہے —— خود ارباب حل و عقد کے ہاتھوں عدل و انصاف کی درگت بن رہی ہے، اور ان کی آستینوں کا لہو چیخ چیخ کر مقتولین و مجروحین تیغ جور و جفا کی بیگناہی کا اعلان کر رہا ہے۔ ان حالات میں وزیر اعلیٰ سندھ نے یہ کہہ کر کہ "اگر ہم عوام کو مناسب تحفظ فراہم نہ کر سکے تو ناکام کہلائیں گے"۔ اپنے ساتھیوں کو ایک بروقت "انتباہ" کیا ہے۔ پیپلز پارٹی کی اعلیٰ قیادت کو جناب غلام مصطفیٰ جتوئی کے ارشاد پر کان دھرنا چاہئے۔

حضرت مولانا عبدالغنیؒ کا سانحہ ارتحال

موت سے کسی کو مفر نہیں، اس کا ایک وقت معین ہے۔ ہر ذی روح نے ایک نہ ایک روز اس عالم فانی سے کوچ کرنا ہے اور اپنے اپنے وقت پہ سب نے چلے جانا ہے لیکن کچھ لوگ دنیا سے جاتے وقت ایسا خلا چھوڑ جاتے ہیں جو دیر تک دلوں کا اضطراب مٹنے نہیں دیتا۔ گذشتہ ۲۰-۲۱ اپریل کی درمیانی رات ایک ایسے ہی عالم دین حضرت مولانا عبدالغنی قریباً ستر برس کی عمر میں اسی دار فانی سے عالم بقاء کو رحلت فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ●

آپ جامع مسجد کوہ نور ملز لائل پور کے خطیب تھے اور ایک مدت سے یہاں دین و شریعت کی روشنی پھیلا رہے تھے۔ مولانا عبدالغنی مرحوم رئیس المحدثین حضرت علامہ انور شاہ کشمیری نوراللہ مرقدہ کے تلامذہ میں مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگوں کے ہم عصر اور ہم درس تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں علم و عمل کی دولت سے نوازا تھا۔ وہ ایک خوش طبع اور ملنسار شخصیت تھے۔ دنیا پرست مذہب فروش لوگ انہیں مذہبی دیوانہ سمجھتے تھے۔ کیونکہ وہ سہگلوں کی مل کے خطیب ہوتے ہوئے بھی دنیا کے نہ ہو سکے اور نہ ہی انہوں نے کسی سرمایہ دار کو خوش کرنے کے لئے کبھی دین کی آبرو مجروح ہونے دی —— سنہ کا وہ دور ان کے لئے خاصا کٹھن تھا جب قومی اسمبلی کے الیکشن میں میاں رفیق سہگل

کو پنجاب کے اُن پیروں اور مولویوں نے اپنا امیدوار بنایا جو سید احمد شہیدؒ، شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور ہندوستان کی آزادی کے لئے انگریز سے لڑنے والے قافلۂ اسلام پر کفر کے توپ خانوں سے گولہ باری کرتے رہے ہیں — پورا لائل پور گواہ ہے کہ مولانا عبدالغنی مرحوم اس دور میں بھی اپنی اقلیم فقر و استغنار سے دستبردار نہ ہوتے۔ مولانا کی وفات سے اس حاسد کی مکروہ امیدوں نے ضرور انگڑائی لی ہوگی جو اس طائفے سے تعلق رکھتا ہے جس کی بد اعمالیوں کی وجہ سے حافظ الحدیث حضرت درخواستی دامت برکاتہم لائلپور کو بے وفاؤں کا شہر قرار دیتے ہیں —— بہرکیف آج حضرت مولانا عبدالغنی مرحوم و مغفور ہم میں موجود نہیں ہیں۔ ان کی وفات سے ہم اپنے اکابر کی نشانی سے محروم ہوگئے ہیں۔ اللہ العالمین انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور جملہ پسماندگان کو صبر و استقامت کی توفیق بخشے آمین۔

کشمیری طلباء سے

آزاد کشمیر کے صحیح الفکر نوجوان طلباء جو آزاد کشمیر اور پاکستان کے مختلف شہروں میں دینی اور دنیوی تعلیم حاصل کر رہے ہیں لائق تبریک ہیں کہ وہ اپنے اندر نظم و ضبط اور اتحاد و اتفاق کا مبارک جذبہ رکھتے ہیں اور اسی جذبہ سے شب و روز حق و صداقت کے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے کوشاں ہیں۔ مگر گذشتہ دنوں بعض جرائد میں ان کے کچھ باہمی اختلاف کی خبریں پڑھ کر بے حد صدمہ ہوا۔ ہم اپنے لائق صد احترام ساتھیوں کی خدمت میں عرض کریں گے کہ اگر آپ میں کوئی اختلاف ہے تو صرف اس بارے میں ہے کہ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ کا مقدس فریضہ انجام دینے کے لئے کونسا طریق زیادہ مناسب ہے؟ یہ اختلاف باعث رحمت ہے، اس میں ذاتیات کو نہ آنے دیں۔ نیز ان باتوں کو رسائل و اخبارات کی زینت بنانا بھی ضروری نہیں ہے۔ آپ اپنی تمامتر صلاحیتوں کو اصل مقصد کے لئے مختص کریں۔ غیر ضروری کاموں میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے:

اکابرینِ جمعیۃ کی گرفتاریاں

اداریے کی آخری کاپی پریس جا رہی تھی کہ خبر موصول ہوئی۔ سرحد گورنمنٹ نے جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے سربراہ حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک ایم این اے اور مولانا سمیع الحق کے علاوہ کئی دوسرے رہنماؤں کو مسئلۂ ختم نبوت بیان کرنے اور قادیانیوں کی جارحانہ سرگرمیوں پر تنقید کرنے کی بنا پر "تحفظ امن عامہ" کے تحت گرفتار کر لیا ہے۔

رہبر اگر ہمارا ہو محمود دوستو!

اقبال پارک لائلپور میں قائد جمعیۃ حضرت مولانا **مفتی محمود** کی حالیہ
معرکۃ الآرا تقریر سے متاثر ہوکر لکھی گئی ——

(حنیف رضا)

خائف ہیں اُس سے وقت کے نمرود دوستو
وہ شخص جس کا نام ہے **محمودؔ** دوستو

وہ شخص جو ہے جرأتِ اسلاف کا نشاں
برسوں سے دے رہا ہے صنم خانوں میں اذاں
دیوبند کی روایتِ مدنیؒ کا جانشیں
قاسم نانوتویؒ کا ہے وہ نقشِ جاوداں
دار و رسن کی لذتوں سے آشنا بھی ہے
لاریب سرفروشوں کا سالارِ کارواں
لہرایا اُس نے عظمتِ جمہور کا علم
شامل ہیں جسمیں اسکے گریباں کی دھجیاں
اُس نے لہو سے بارہا سیراب کر دیا
سوکھی چمن میں پیاس سے کانٹوں کی جب زباں
میخوار اس کے دور میں محروم مے ہوئے
معدوم ہوگئیں تھیں ساقی کی مستیاں
پیرِ مغاں کے رُخ سے تھا غازہ اُتر گیا
بے نور چشمِ مینا و بے رنگ بدلیاں
وہ لَا نَبِیَّ بَعْدِی کے پیغام کا امیں
لرزاں ہیں اس کے نام سے ربوہ و قادیاں
سینہ سپر وہ اُمتِ کاذب کے روبرو
وہ سرزمینِ پاک میں شاہ جیؒ کا ترجماں
جمہوریت کی رُوح وہ آمر کی موت ہے
ختم رسلؐ کے دیں کا ازل سے وہ پاسباں
نظریں بدل گئے کئی ہمدم و ہمرکاب
آیا جو دورِ ابتلا و وقت امتحاں
تلوار اُس نے ظلم و تشدد کی توڑ دی
الحاد و کفر کیلئے وہ تیغِ بے اماں

مل جائے ہم کو منزلِ مقصود دوستو
رہبر اگر ہمارا ہو **محمودؔ** دوستو

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ

جنوں اور انسانوں کی تخلیق صرف بندگی کے لئے انجام پائی ہے

خطبہ جمعہ
۱۹ اپریل ۱۹۷۴ء
مرتب
عبد الرشید انصاری

آج کا انسان اپنا مقصد تخلیق فراموش کر چکا ہے

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔

امابعد:۔

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ط

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَ
مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ـــ ۱۶۲
لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۚ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ
وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ـــ ۱۶۳ (سورہ انعام)

ترجمہ:۔ کہہ دو بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں۔

یہ دنیا جو کروڑوں سالوں سے آباد ہے اور اللہ ہی جانتا ہے کب تک آباد رہے گی۔ یہاں نت نئی مخلوقات پیدا ہوتیں، جنم لیتیں اور اپنی طبعی عمر گزار کر فنا ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ دنیا دار الفنا ہے اور دار البقاء صرف آخرت کا گھر ہے۔

یہاں پر انسان اپنی حیات، پرورش، راحت و فرحت کے لیے محنت و مشقت کر کے چیزیں تیار کرتا ہے۔ گھر بناتا ہے۔ سامانِ آرام و آسائش ترتیب دیتا ہے اور زمین کا سینہ چیر کر اس میں تخم ریزی کرتا، باغات اور کھیتوں میں قدرت کی عطا کردہ نعمتوں کو استعمال میں لا کر پھلوں، اجناس اور سبزیوں، ترکاریوں کی مزید ان گنت نعمتیں حاصل کرتا ہے۔ وہ موسم کے لحاظ سے فصلیں کاشت کرتا اور کاٹتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ موقعہ محل کے لحاظ سے انسانوں کی جماعتیں پیدا فرماتے اور انہیں عمل و کردار اور تسخیر کائنات اور تعمیر کائنات کے لیے بھیجتے ہیں۔ انسان کا پیدائشی اور تخلیقی فریضہ یہ ہے کہ وہ اپنے پروردگار اور خالق و مالک کی عبدیت و زندگی کے تمام تقاضے پورے کرے اور بحیثیت خلیفۃ اللہ فی الارض اس کے ذمہ جو فرائض عائد ہوتے ہیں ان کو خدائی ضابطوں کے مطابق بجا لائے۔ رب العلمین نے ساری کائنات انسان کی خدمت کے لیے مخصوص کر دی ہے۔ دریا، سمندر، شمس و قمر، ہوائیں، نباتات، جمادات، حیوانات سب انسان کے خادم اور انسان مخدوم اور خدا کی طرف سے مقرر کردہ ان پر حاکم ہے۔ انسان کا تخلیقی اور منصبی فرض ہے کہ وہ کائنات میں خدا کے حکموں کو نافذ کرے اور خود بھی فرماں بردار بندہ بن کر رہے۔ اگر اس نے فرماں برداری سے منہ موڑا اور سرتابی کی تو در اصل وہ اپنی خلقت کے بنیادی مقصد کو فراموش کر کے غیر انسانی اور باغی گروہ میں شامل ہو گیا۔ کیونکہ آدمیت کا خاصا تو یہ ہے کہ اگر اس سے بھول چوک ہو بھی جائے تو وہ فوراً انابت و رجوع الی اللہ کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ اپنے قصور اور گناہ کی معافی مانگے۔ عاجزی اختیار کرے۔ سرکشی، تکبر، رعونت اور نافرمانی پر ڈھٹائی اور اس کے لیے بہانہ تراشی کی کوشش کرنا اور غلطی پر معافی نہ مانگنا بلکہ اس کو غلطی ہی نہ سمجھنا شیطنت ہے۔

اس دار فانی میں آج تک کتنی نسلیں پیدا ہو چکی ہیں۔ کتنی قومیں اور ملتیں آئیں۔ بڑے بڑے صاحب جاہ و حشمت اور صاحب قوت و جبروت لوگوں نے اس مسافر گاہ میں پڑاؤ ڈالا لیکن ان میں سے کوئی بھی نہ رہا۔

نہ رہے وہ دارا اور جم
نہ رہا سکندر ذی حشم
جو بنا گیا تھا یہاں ارم
تہہ خاک اس کا نشاں نہیں

لیکن ہر دور میں اللہ والوں نے، نیک لوگوں نے اور اللہ کے رسولوں اور پیغمبروں نے دنیا کو نیکی، بھلائی اور نجات کا راستہ دکھایا۔ انہوں نے کہا اے لوگو! اپنا رشتہ سب سے توڑو اور خدا سے جوڑو۔ ہمارا کھانا، پینا، چلنا، پھرنا، سونا، جاگنا، محنت کرنا، آرام کرنا، یہ مقصدِ حیات نہیں ہے ان سب نے تخلیقِ انسانی کا جو مقصد دنیا کے سامنے پیش کیا پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کی زبان میں اس کا یوں اعلان فرمایا:۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ۔

جنوں اور انسانوں کی تخلیق صرف بندگی کے لیے انجام پائی ہے۔

یعنی ان پر لازم ہے کہ وہ اپنے تمام معاملات باہمی اور امورِ زندگی میں صرف خدائی احکامات مانیں۔ انہی کے مطابق زندگی گزاریں۔ انہی کو دنیا میں نافذ کریں اور انہی کے ماننے کی لوگوں کو دعوت دیں۔ ان کی عبادت و استعانت اور استغاثت کا مرکز صرف ذاتِ الٰہی ہے اللہ کے سوا نہ وہ کسی سے ڈریں اور نہ کسی کے آگے جھکیں۔ ان کی جبینِ نیاز صرف بارگاہِ ایزدی کی چوکھٹ پر جھکنے کے لیے بنی ہے۔ پیغام خداوندی کی تبلیغ و اشاعت کے سلسلہ کو کاٹنے کے لیے کسی بڑی سے بڑی مصیبت اور نقصان کا اندیشہ ان کے دلوں کو خوفزدہ نہ کرے اور نہ ہی کسی طرح کا لالچ اور دنیا کا مفاد انہیں جادۂ حق سے ہٹا سکے۔ ان کی عبادات ان کے صدقے اور خیرات، ان کی قربانیاں، ان کا جینا اور ان کا مرنا سب رب العلمین کے لیے ہو۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

صراطِ مستقیم یہ ہے کہ سب سے تعلق توڑا اور ایک خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ سے رشتہ جوڑا۔ اپنی زندگی اور موت بلکہ ہر عمل حیات اسی کے لیے وقف کر دیا سب کچھ فقط اسے دے دیا اور اس کی فرمانبرداری کا حلقہ گلے میں ڈال لیا۔

اپنی زندگی اور پیدائش کے مقصد کو پہچاننا اسے کہتے ہیں اور خدائے رب العلمین کی الوہیت و وحدانیت کا اعتراف بھی یہی ہے۔ اس کے علاوہ جو کوئی صورت بھی ہے گمراہی ہے، سرکشی ہے، بغاوت ہے سب کچھ ہے لیکن وہ "ایمان" یا "فرمانبرداری" نہیں ہے۔

آج ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ عمل و کردار کی دنیا میں کیا ہماری زندگیوں کے شب و روز قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ کے مطابق گزر رہے ہیں یا اس کے الٹ؟

مگر یہ حقیقت کتنی ہی تلخ کیوں نہ ہو اس کا اعتراف کیے بغیر چارہ نہیں کہ آج مسلمان اپنی تخلیقی غایت کو فراموش کر چکے ہیں اور انہوں نے اپنے دینی اور ملی فرائض اور ذمہ داریوں کو جاننا اور پہچاننا ہی چھوڑ دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عزت و وقار ترقی و خوشحالی اور فتح و کامرانی کی جگہ ذلت و رسوائی، انحطاط و بدحالی اور شکست و ناکامی ہمارے حصہ میں آئی ہے۔ ہماری لفظی اور زبانی کا تو واقعی جواب نہیں لیکن عمل کی دنیا میں اب ہم تہی دامن ہیں۔ رب العالمین کے مالک و رازق ہونے کا زبانی اعتراف تو موجود ہے مگر عمل کے تمام پہلو اس حقیقت پر ایمان نہ ہونے کا ثبوت فراہم کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا۔ زمین پر چلنے والا کوئی بھی ایسا جاندار نہیں جس کی روزی اللہ کے ذمہ نہ ہو گویا کہ صرف انسان بلکہ ہر جاندار مخلوق جو بھی اس دنیا میں رہتی ہے سب کو رزق مہیا کرتا یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت کا تقاضا ہے جب تک کوئی دنیا میں زندہ ہے اسے اس کے حصہ کی روزی

استفہام انکاری کی چند قرآنی مثالیں

عبدالرحمٰن لدھیانوی شیخوپورہ

۱- اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝ سورۃ التین ۹۵ آیت ۸

(ترجمہ) کیا سب حاکموں سے بڑا حاکم اللہ نہیں ہے؟

تفسیر:- اللہ کی شہنشاہی کے سامنے دُنیا کی سب حکومتیں ہیچ ہیں۔ جب یہاں کی چھوٹی چھوٹی حکومتیں اپنے وفاداروں کو انعام اور مجرموں کو سزا دیتی ہیں تو اُس اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ کی سرکار سے توقع کیوں نہ رکھی جائے؟

(۲) اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ ۝ الزمر ۳۹ آیت ۳۷

(ترجمہ) کیا اللہ زبردست بدلہ لینے والا نہیں ہے؟

تفسیر:- مشرکین پیغمبر علیہ السلام اپنے بتوں سے ڈراتے تھے کہ دیکھو تم ہمارے دیوتاؤں کی توہین کر کے اُن کو غصہ نہ دلاؤ۔ کہیں تم کو (معاذ اللہ) بالکل خبطی اور پاگل نہ بنا دیں۔ اس کا جواب دیا کہ جو شخص ایک زبردست خدا کا بندہ بن چکا اُسے ان عاجز اور بے بس خداؤں سے کیا ڈر ہو سکتا ہے؟ کیا اس عزیز منتقم کی امداد و حمایت اس کو کافی نہیں جو کسی دوسرے سے ڈرے یا لَو لگائے۔ یہ بھی اُن مشرکین کا خبط اور ضلال اور مستقل گمراہی ہے۔ کہ خدائے واحد کے پرستار کو اس طرح کی گیدڑ بھبکیوں سے خوف زدہ کرنا چاہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ٹھیک راستہ پر لگا دینا یا نہ لگانا سب اللہ کے قبضہ میں ہے جب کسی شخص کو اُس کی بد تمیزی اور کجروی کی بناء پر اللہ تعالےٰ کامیابی کا راستہ نہ دے وہ اسی طرح خبطی اور پاگل ہو جاتا ہے اور موٹی موٹی باتوں کے سمجھنے کی قوت بھی اُس میں نہیں رہتی۔ کیا ان احمقوں کو اتنا نہیں سوجھتا کہ جو بندہ خدائے قدوس کی پناہ میں آگیا۔ کونسی طاقت ہے جو اس کا بال بیکا کر سکے۔ جو طاقت مقابل ہو گی پاش پاش کر دی جائے گی۔ غیرتِ خداوندی مخلص وفاداروں کا بدلہ لیے بغیر نہ چھوڑے گی۔

(۳) اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ سورہ زمر ۳۹، آیت ۳۶

ترجمہ:- کیا اللہ اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو کافی نہیں ہے؟

تفسیر:- شرک کا رد بیان کیا گیا تھا۔ اور ان کی جہالت بیان کی گئی تھی۔ اس پر مشرکین پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے بتوں سے ڈراتے تھے۔

(۴) اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ سورہ زمر ۳۹، آیت ۶۰۔

ترجمہ:- کیا غرور کرنے والوں کا ٹھکانہ دوزخ نہیں ہے؟

تفسیر:- اس سے پہلی آیت میں کافر کی دو صفتیں کذب اور استکبار (جھوٹ اور تکبر) بیان ہوئی تھیں۔ یہاں بتلا دیا کہ کذب اور دروغ سے اُن کے منہ کالے ہوں گے اور مغرور و متکبر کا ٹھکانا دوزخ کے سوا کہیں نہیں۔

(۵) اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝ سورہ یٰسین ۳۶، آیت ۸۱۔

ترجمہ:- کیا جس نے زمین و آسمان بنائے وہ ان جیسے اور نہیں بنا سکتا؟ کیوں نہیں؟ اور وہی ہے اصل بنانے والا اور سب کچھ جاننے والا۔

تفسیر:- جس ذات نے آسمان و زمین جیسی بڑی بڑی چیزیں پیدا کیں اُسے ان کافروں جیسی چھوٹی چیزوں کا پیدا کرنا کیا مشکل ہے؟ یعنی کسی چھوٹی یا بڑی چیز کے پہلی مرتبہ یا دوبارہ پیدا کرنے میں کیا دقت پیش آ سکتی ہے۔ اُس کے ہاں تو بس ارادہ کی دیر ہے۔ جہاں کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا اور کہا "ہو جا" فوراً ہو گئی۔ ایک سیکنڈ کی بھی تاخیر نہیں ہو سکتی۔

(۶) اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۝ سورہ دھر ۷۶، آیت ۴۰

ترجمہ:- کیا یہ خدا مردوں کو زندہ نہیں کر سکتا؟

تفسیر: نطفہ سے جمے ہوئے خون کی شکل میں آیا۔ پھر اللہ نے اُس کی پیدائش کے سب مراتب پورے کر کے انسان بنا دیا اور تمام ظاہری اعضا اور باطنی قوتیں ٹھیک کر دیں۔ ایک نطفہ بے جان سے عاقل بن گیا۔ پھر اُسی نطفہ سے عورت اور مرد دو قسم کے آدمی پیدا کئے جن میں سے ہر ایک کی ظاہری اور باطنی خصوصیات جُداگانہ ہیں۔ کیا وہ قادرِ مطلق جس نے اوّلاً سب کو ایسی حکمت اور قدرت سے بنایا اس بات پر قادر نہیں ہے کہ وہ دوبارہ زندہ کر دے۔ پاک ہے تیری ذات اے خدا۔ کیوں نہیں۔ تو بے شک قادر ہے۔

(۷) اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ۝ سورہ ہود ۱۱، آیت ۷۸

ترجمہ:- کیا تم میں ایک مرد بھی نیک چلن نہیں؟

تفسیر: حضرت لوطؑ نے مہمانوں کی عزت بچانے کے لیے ہر قسم کی کوشش کی۔ آخری بات اُس شہوت پرست قوم سے یہ کہی کہ ظالمو! یہ میری بیٹیاں تمہارے لیے حاضر ہیں۔ نکاح ہو جانے پر ان سے بطریق حلال تمتع کر سکتے ہو جو نہایت پاکیزہ اور شائستہ طریقہ ہے۔ خدا سے ڈرنا چاہیے کہ پاک اور مشروع طریقہ کو چھوڑ کر ایسے خلاف فطرت گندے کاموں میں مبتلا ہو۔ کم از کم میری ہی رعایت کرو کہ میں ان مقدس مہمانوں کے سامنے شرمندہ اور رسوا نہ ہوں۔ مہمان کی بے عزتی میزبان کی توہین ہوتی ہے۔ کیا تم میں سے ایک شخص بھی نہیں جو سیدھی باتوں کو سمجھ کر

نیکی اور تقویٰ کی راہ اختیار کرے۔

(ماخوذ از تفسیر مولانا شبیر احمد عثمانیؒ)

خلاصہ:- مذکورہ آیات میں اللہ تعالےٰ کی الوہیت، وحدانیت اور ربوبیت کا ثبوت ہے۔ اللہ کے اُن اوصاف کا بیان جن سے اس کی ربوبیت کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ تخلیق کائنات، بارش کا نزول، باغوں کی پیدائش اور سرسبزی، مضطر کی دعا قبول فرما کر مصیبت کو دفع کرنا، تاریکیوں میں راستہ بتانا اور اسی قسم کے دوسرے امور اللہ کے لیے مخصوص ہیں۔ کسی دوسرے کو ان کے سرانجام دینے میں دخل نہیں۔

بقیہ: خطبہ جمعہ

ملتی رہے گی کسی شخص کو جو روزی ملتی ہے۔ اس میں سے ایک حبہ دُنیا کی سب طاقتیں مل کر بھی اس سے چھین نہیں سکتیں اور نہ اس میں رتی بھر اضافہ کرنے کی کسی کو قدرت ہے۔ انسان کو رزق دینا اللہ تعالےٰ نے خود اپنے ذمہ لیا اور انسان کی ذمہ داری، فرمانبرداری، بندگی اور عبادت قرار پائی، چاہیے تو یہ تھا کہ جب:

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند
تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرماں بردار
شرط انصاف نباشد کہ تو فرماں نبری

بادل، ہوا، چاند، سورج اور آسمان غرضیکہ ساری کائنات انسان کے لیے رزق تیار کرنے کے کام میں لگی ہوئی ہے سب کے سب اسی کی بہتری کے لیے پریشانی کی حد تک مصروفِ کار اور فرماں بردار ہیں۔ اے انسان! تو اگر اب بھی خدا تعالیٰ کی فرماں برداری نہ کرے تو اس سے بڑا ظلم اور کیا ہو گا۔

مگر آج کا انسان روزی کے حصول میں ہمہ تن مصروف ہے اور مقصدِ حیات سے ہمہ وقت غافل ہے۔ پیدائش سے لے کر موت تک کوشش اور جد و جہد کا ایک سلسلہ موجود ہے مگر اس میں خدا تعالےٰ کی بندگی اور عبدیت کی کوئی کڑی شامل نہیں۔ حالانکہ از اوّل تا آخر اسی مقصد کے لیے جد و جہد ہونی چاہیے تھی۔ والدین بچے کی پرورش کرتے ہیں۔ تعلیم دلواتے ہیں۔ اچھی سے اچھی ملازمت کے لیے کوشش کی جاتی ہے۔ شادی ہوتی ہے اور زندگی کے دن پورے کرنے کے بعد دُنیا سے رخصتی ہو جاتی ہے۔ ملک و قوم اور ملت و دین کے لیے کیا محنت کی؟ کیا کارنامہ انجام دیا؟ کچھ بھی نہیں۔ لسان العصر اکبر الہ آبادیؒ نے اس زندگی کو ایک شعر میں پیش کر دیا ہے۔ ؎

ہم کیا کہیں احباب کیا کارِ نمایاں کر گئے
بی اے ہوئے، نوکر ہوئے، پنشن ملی پھر مر گئے

ایسی موت اور ایسی فضول اور آخرت کو تباہ کر دینے والی زندگی سے اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔ اپنی بندگی کرنے اور اپنے دروازے سے مانگنے کی توفیق دے اور شرک و بدعت سے بچائے۔ آمین ثم آمین!

* * *

قرآن حکیم اور اس کا نظامِ حیات

اپنوں اور غیروں کی نظر میں

ریورینڈ ٹیسی اولبری: قرآن دلوں کو مسخر کر لینے کے لیے کافی سے زیادہ طاقتور ہے۔

ریورینڈ باسورتھ اسمتھ: قرآن بلاشک و شبہ ایک معجزہ ہے۔

ٹیگور: وہ وقت دُور نہیں جب کہ قرآن اپنی ناقابلِ انکار صداقت اور روحانیت کے ذریعے سے تمام مذاہب کو اپنے اندر جذب کر لے گا۔

گاندھی: میں نے قرآن کا مطالعہ کیا مجھے اس کی سب سے بڑی خوبی یہ نظر آئی کہ یہ فطرتِ انسانی کے مطابق ہے۔

گوئٹے: قرآن کلام میں برق کی طرح رخشندہ ہے اس کتاب میں بڑی دلفریبی ہے جس قدر ہم اس کے قریب پہنچتے ہیں وہ زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے اور بتدریج فریفتہ کر لی جاتی ہے۔ پھر متعجب کرتی ہے اور آخر میں ایک تقدس آمیز تحیر میں ڈال دیتی ہے۔

گورو نانک: چاروں کوٹاں ڈٹھیاں ڈٹھے وید پران۔
اکو کتاب قرآن رہی کلجگ وچ پران“۔ (پنجابی)

یعنی کائناتِ عالم کا گوشہ گوشہ دیکھا۔ چاروں اطراف کی سیر کی۔ توراۃ، انجیل اور وید سب پڑھے۔ مگر کوئی بھی کتاب قرآن کا جواب نہیں۔ ہمیشہ قائم رہنے والی کتاب صرف قرآن کریم ہے۔ اسی سے ہدایت کائنات کو مل سکتی ہے۔

قرآن حکیم کا اعلان

قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَاءٌ

ترجمہ: کہہ دو (اس قرآن مجید میں) ایمان والوں کے لیے (ہر ضرورت کے لیے) رہنمائی اور (ہر بیماری کے لیے) شفا ہے۔

قائدِ اعظم مرحوم کی تین شہادتیں

پہلی شہادت

مرحوم نے نومبر ۱۹۳۹ء میں عید الفطر کے موقع پر مسلمانوں کو پیغام دیا تھا:-

مسلمانو! ہمارا پروگرام قرآن پاک میں موجود ہے۔ ہم مسلمانوں کو لازم ہے کہ قرآن پاک کو غور سے پڑھیں۔ قرآنی پروگرام کے ہوتے ہوئے مسلم لیگ مسلمانوں کے سامنے کوئی دوسرا پروگرام پیش نہیں کر سکتی۔

دوسری شہادت

مرحوم و مغفور نے مسٹر گاندھی کو ۱۹۴۴ء میں لکھا تھا ”قرآن مسلمانوں کا ضابطۂ حیات ہے۔ اس میں مذہبی اور مجلسی۔ دیوانی اور فوجداری۔ عسکری اور تعزیری۔ معاشی اور معاشرتی۔ غرضیکہ سب شعبوں کے احکام موجود ہیں۔ مذہبی رسوم سے لے کر روزانہ امورِ حیات تک۔ روح کی نجات سے لے کر جسم کی صحت تک۔ جماعت کے حقوق سے لے کر فرد کے حقوق و فرائض تک۔ اخلاق سے لے کر انسدادِ جرائم تک۔ زندگی میں جزا و سزا سے لے کر عقبیٰ کی جزا و سزا تک۔ ہر ایک فعل، قول اور حرکت پر مکمل احکام کا مجموعہ ہے۔ لہٰذا جب میں کہتا ہوں کہ مسلمان ایک قوم ہے تو حیات مابعد حیات کے ہر معیار اور ہر مقدار کے مطابق کہتا ہوں۔“

تیسری شہادت

قائدِ اعظم مرحوم کا پیغام ستمبر ۱۹۴۵ء میں:-

”میری پچھلی عید کے پیغام کے بعد سے مسلمانوں میں اپنی فرائض کا احساس زیادہ سے زیادہ بڑھ رہا ہے۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ قرآنی تعلیمات محض عبادات اور اخلاقیات تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ قرآن مجید سب مسلمانوں کا دین و ایمان اور قانونِ حیات ہے یعنی مذہبی اور معاشرتی۔ تمدنی تجارتی عسکری۔ عدالتی اور تعزیری احکام کا مجموعہ ہے۔ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم کو یہ حکم ہے کہ ہر مسلمان کے پاس اللہ کے کلام کا ایک نسخہ ضرور ہو، اور وہ اس کا بغور و خوض مطالعہ کرے تاکہ یہ انفرادی و اجتماعی ہدایت کا باعث بھی ہو۔“

وزیر اعظم پاکستان مسٹر لیاقت علیخاں مرحوم کی قرآن مجید کے متعلق شہادت

”مرحوم جب مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری تھے تب مجلس عاملہ کے ارکان کی موجودگی میں اعلان کیا تھا۔ پاکستانی علاقوں میں تمام نظام و انتظامِ حکومت قرآن مجید کے احکام اور اصولوں کے بموجب ہوگا۔“

دوسری شہادت

مسٹر لیاقت علی خاں مرحوم وزیر اعظم پاکستان کی تقریر جلسہ تقسیم اسناد علی گڑھ یونیورسٹی کے موقعہ پر:-

”اس وقت ہماری قوم کے سامنے جو سب سے زیادہ اہم سوال درپیش ہے وہ یہ ہے کہ انگریز کے جانے کے بعد یہاں کیا صورتِ حال ہوگی۔ آیا ہم کو ایک آزاد اور خود مختار قوم کی حیثیت سے اسلامی نظام آئین و قوانین کے بموجب اپنی زندگی بسر کرنا ہے یا ہم کو غیر مسلموں کا محکوم و غلام رہنا ہے۔ ہمارے سامنے ایک نہایت اہم سوال درپیش ہے اور وہ یہ کہ تم کس نظام کے تحت زندگی بسر کرنا چاہتے ہو۔ ہماری طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ ہم اپنی آئندہ زندگی اسلامی طریق اور آئین و قوانین کے بموجب بسر کرنا چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کے پیش نظر اس مقصدِ حیات کے علاوہ اور کوئی مقصد نہیں ہے۔ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو پیغام الٰہی لے کر تشریف لائے تھے اب وہ ہمارے پاس ہے اور وہ دُنیا کی عظیم المرتبت کتاب قرآن شریف ہے۔ جس میں اب بھی بنی نوع انسان کی ہدایت اور راہنمائی کے احکام موجود ہیں۔ ہر مسلمان کا دین و ایمان ہے کہ اس کی موت و حیات سب اللہ ہی کے لیے وقف ہے۔ اللہ ہی ہمارا بادشاہ ہے اور وہ ہی ہمارا حکمران ہے۔“

اصلی پاکستان کا رنگ اور روپ تب ہی ظاہر ہوگا اور کھرا اور سچا پاکستان تب ہی بنے گا جب اس میں قرآن مجید کی تعلیم، قرآن مجید کی تہذیب۔ قرآن مجید کا جاری کیا ہوا تمدن۔ قرآن مجید کے اصولوں پر نظامِ سیاست قائم ہوگا۔

چیف جسٹس اے۔ آر۔ کارنیلیس سے ایک انٹرویو

س۔ ”ہم پاکستان میں قانون کی حکمرانی کیسے قائم کر سکتے ہیں؟“

ج۔ ”قانون کی اطاعت کا جذبہ اس وقت ابھرتا ہے جب دل میں قانون کے لیے احترام موجود ہو۔ احترام ایک خود رَو جذبہ ہے جو دل کی گہرائیوں سے پھوٹتا ہے وہ اپنے اظہار کے لیے کسی خارجی محرک کا محتاج نہیں۔ ہمارے دل میں صرف اُسی قانون کا احترام پیدا ہو سکتا ہے جو ہمارے احساسات کے مطابق ہو۔ اگر ہم پاکستان میں قانون کی حکمرانی قائم کرنا چاہتے ہیں تو پھر ہمیں اس نظامِ قانون کو نافذ کرنا ہوگا جسے عامۃ الناس پسند کرتے ہیں اور یہ نظامِ قانون اسلامی قانون ہے۔ اہلِ پاکستان اپنے دلوں میں اسلامی قانون کے لیے بے پناہ محبت رکھتے ہیں۔ وہ اس کے لیے شدت کی پیاس محسوس کر رہے ہیں اور یہ پیاس ہر لحظہ بڑھتی رہے گی۔ اسلامی قانون کے نفاذ سے اس ملک کی قانونی زندگی میں ایک خوشگوار انقلاب جنم لے گا۔“

س۔ ”کیا اِس عہد میں اسلامی قانون نافذ کیا جا سکتا ہے؟“

جواب۔ ”کیوں نہیں کیا جا سکتا۔ اب تو یہ کام اور بھی آسان ہے۔ عدالتیں موجود ہیں۔ عدالتوں کا نظام موجود ہے۔ افراد قانونی ضابطوں کے عادی ہیں۔ بس صرف ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلامی قانون کو اس طرح مدون کر دیا جائے کہ اسے سمجھنا اور اس کے مطابق فیصلہ کرنا آسان ہو جائے۔“

”اگر قانون کے ماہرین اور اہلِ علم و فضل اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے لیں تو اسلامی فقہ کے ذخائر قضاۃ کے عدالتی فیصلوں اور قانونی نظائر سے استفادہ کرتے ہوئے اسلامی قانون کو مربوط اور قابلِ فہم صورت میں جمع کیا جا سکتا ہے۔ اگر انگریزی قانون پر لائبریریاں تیار ہو

سکتی ہیں تو آخر اسلامی قانون پر اس نوع کا کام کیوں نہیں ہو سکتا"؟

س۔ "ہماری عدالتوں میں سالہا سال سے انگریزی قانون چل رہا ہے۔ جج صاحبان اور وکلاء اس قانون سے گہرا ذہنی رابطہ رکھتے ہیں! یعنی قانون کی ایک اصطلاح مختلف تاریخی ادوار میں جس جس طرح استعمال ہوتی رہی ہے اس اصطلاح کے زبان پر آتے ہی تمام تاریخی ادوار اور تمام مفاہیم ذہن میں ابھر آتے ہیں۔ اس ذہنی ماحول میں اگر اسلامی قانون رائج کر دیا جائے تو کیا اس سے ایک ذہنی خلاء پیدا نہیں ہو جائے گا"؟

ج۔ کوئی خلاء پیدا نہیں ہوگا۔ دراصل یہ بات سمجھ لینے والی ہے کہ اسلامی قانون کسی دور میں بھی زندگی سے کٹا نہیں۔ اسی قانون کی ایک تاریخ ہے۔ اس کا ایک پس منظر ہے۔ اس قانون کے بل بوتے پر بڑی بڑی سلطنتیں چلتی رہی ہیں اور ماضی قریب میں بھی یہ قانون ان علاقوں میں رائج رہا ہے۔ اس اعتبار سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی قانون عدالتوں میں رائج رہا ہے۔ اس اعتبار سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی قانون تسلسل کی تمام کڑیاں رکھتا ہے اگر آپ اسلامی قانون کو جدید طرز پر مدون کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو اس کے مطابق مقدمات کا فیصلہ کرنے میں کوئی ذہنی خلاء پیدا نہیں ہوگا۔ جب اسلامی قانون کی کتابیں وکلاء بھی پڑھیں گے اور جج صاحبان بھی تو پھر یہ قانون ہماری قانونی فضا میں رچ بس جائے گا"

قانونی ذہن پیدا کرنے کے سلسلے میں میری ایک تجویز یہ بھی ہے کہ قانون کی تعلیم کو اور زیادہ عام کیا جائے بی۔ اے آنرز کے مضامین میں فلسفۂ قانون بھی ایک اختیاری مضمون ہونا چاہیئے۔ میرا یقین ہے کہ اس طرح ہمارے نوجوان فلسفۂ قانون کو سمجھ لینے کے بعد وہ اس کے مزاج شناسا اور رمز آشنا ہو جائیں گے"

س۔ "آپ نے فرمایا تھا کہ پاکستان میں اسلامی قانون نافذ ہونا چاہیئے۔ کیا اسلامی قانون کے نفاذ سے اقلیتوں کے تحفظات کو نقصان تو نہیں پہنچے گا"؟

ج۔ میں سمجھتا ہوں ایسا نہیں ہوگا۔ اسلام اقلیتوں کے جان و مال، حقوق اور شخصیت کی نشو و نما کی ضمانت دیتا ہے"

س۔ "جسٹس صاحب کیا فقہی اختلافات اسلامی قانون کے نفاذ میں مانع ہوں گے"؟

ج۔ "یہ اختلافات اس وقت تک نظر آتے ہیں جب تک کوئی عملی قدم نہ اٹھایا جائے۔ بحث و تحقیق کے بعد ایک ذی فہم آدمی بڑی آسانی سے فیصلہ کر سکتا ہے کہ کونسی دلیل اور کونسی رائے زیادہ وزنی ہے جس زندگی میں تنوع اور ارتقاء پایا جاتا ہے تو پھر قانونی تعبیرات میں اختلافات ایسی کونسی غیر فطری بات ہے"

س۔ "کیا آپ کے خیال میں بنیادی حقوق کا تصور اسلامی مزاج سے قطعاً کوئی مطابقت نہیں رکھتا"؟

ج۔ "میں سمجھتا ہوں کہ اسلام کا مزاج بنیادی حقوق کا تقاضا کرتا ہے۔ اسلام آدمی کا احترام کرنا سکھاتا ہے"

جسٹس سجاد احمد جان کا خطاب

"اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے۔ زندگی کے تمام شعبوں میں اس پر عمل ہونا چاہیئے۔ مغربی تہذیب نے ہماری معاشرتی زندگی کو سخت متاثر کیا ہے اور ہماری ثقافت کو نقصان پہنچایا ہے۔ ضرورت ہے کہ قومی ثقافت کو قرآنی اصولوں کے مطابق ڈھالا جائے۔ تاکہ عوام کی سیرت اور کردار کی اصلاح ہو سکے۔ اہل پاکستان کی اخلاق اور مادی ترقی کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اسلامی نظریہ کی سختی سے پابندی کی جائے" (پاکستان ٹائمز مورخہ ۹ اپریل ۱۹۶۵ء)

قدرت کے چار بڑے معالج

محمد عبداللہ خان سالاری ایم اے

یہ وہ ڈاکٹر ہیں جو انسان کی بلا معاوضہ خدمت انجام دیتے ہیں یعنی :

سورج ہوا پانی مٹی

سورج :۔ یہ قدرت کا بہت بڑا ڈاکٹر ہے۔ جو ازل سے انسانی خدمت انجام دیتا ہے۔ یہ بیماریوں کے جراثیم کو ہلاک کر دیتا ہے۔ سمجھدار لوگ گرمیوں میں صبح کے وقت اور سردیوں میں دوپہر کے وقت شمسی غسل کر کے کئی قسم کی بیماریوں سے اپنے آپ کو محفوظ کر لیتے ہیں۔ شمسی غسل کا طریقہ یہ ہے کہ گرمیوں میں صبح کے وقت نکلتے ہوئے سورج میں جسمانی جلد کو دھوپ کھلائیں۔ اس دھوپ کھانے سے وٹامن ڈی میسر آتی ہے۔ جسم میں بجلی کی سی طاقت پیدا ہو جاتی ہے جو بیماریوں کے جراثیم کو ہلاکت کے گھاٹ اتار دیتی ہے۔ یہی طریقہ سردیوں میں دوپہر کے وقت اختیار کیا جائے اور دھوپ میں بیٹھ کر اپنے جسم پر تیل کی خوب مالش کی جائے۔ اس دھوپ اور مالش سے جسم کے پٹھے مضبوط ہو جاتے ہیں۔ جراثیم ہلاک ہو جاتے ہیں اور جسم بیرونی حملوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

ہوا :۔ یہ بھی قدرت کا ایک بہت بڑا ڈاکٹر ہے۔ اور اتنا بڑا ڈاکٹر کہ اس کے بغیر ہم پانچ منٹ بھی زندہ نہیں رہ سکتے۔ ہر سانس جو اندر جاتا ہے زندگی کو فرحت بخشتا ہے اور ہر سانس جو اندر سے باہر آتا ہے زندگی کو بڑھاتا ہے۔ یہ اندر آنے اور باہر جانے والے سانس قدرت کی نعمتیں ہیں۔ اندر آنے والا سانس سائنسی دنیا میں آکسیجن کہلاتا ہے اور باہر جانے والا سانس نائٹروجن۔ ہر تازہ ہوا پھیپھڑوں کو مضبوط بناتی، فرحت بخشتی اور توانا کرتی ہے۔ تپ دق اور دیگر امراض کو روکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ کھلے میدانوں اور دریاؤں کے کنارے پر جا کر ناک کے ذریعے لمبے لمبے سانس لیتے اور منہ کے ذریعے آہستہ آہستہ نکالتے ہیں۔ سمجھدار ہیں وہ لوگ جو نہ صرف گرمیوں کے موسم بلکہ سردیوں کے موسم میں بھی کپڑے اور لحاف میں منہ دے کر نہیں سوتے اور راتوں کو بھی سونے والے کمرے کا روشندان کھلا رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہر وقت بخار چڑھا رہتا ہے اور تپ دق کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے تو ڈاکٹر مریضوں کو ٹھنڈی ہوا میں پہاڑوں پر بھیجنے کا مشورہ دیا کرتے ہیں۔ تازہ ہوا کی طرح بھاپ سے کئی بیماریوں کا علاج کیا جاتا ہے۔ یہ ڈاکٹر جتنا بڑا ہے اتنا ہی بڑے پیمانے پر انسانی خدمت مفت انجام دیتا ہے۔

پانی :۔ یہ بھی قدرت کا ایک بڑا ڈاکٹر ہے۔ یہ انسانی جسم میں ۷۰ فیصدی رہتا ہے۔ یہ کہتا ہے :۔

۱۔ کھلے تالابوں اور کچے کنوؤں کا پانی نہ پیجیئے کیونکہ گندگی اور مٹی اکثر ان میں اکثر چلی جاتی ہے اور پھر وہ ہمارے جسم میں داخل ہو کر مختلف امراض پیدا کر دیتی ہے۔ لہٰذا ایسا پانی اُبال کر اور نتھار اور ٹھہرا کر پیا جائے۔

۲۔ پھوڑے پھنسیوں کو گرم پانی سے بھاپ دیجیئے تاکہ وہ جلد مرجھا جائیں۔

۳۔ اگر جسم میں تھکان محسوس ہو تو گرم پانی سے غسل کیجیئے تھکان جاتی رہے گی۔ اگر نہانا مشکل ہو تو گرم پانی میں تھوڑا سا نمک ڈال کر ٹانگوں کو دھو لیجیئے۔ انشاء اللہ تھکان جاتی رہے گی۔

۴۔ اگر قبض نے ستایا ہو تو صبح نیم گرم پانی کا ایک گلاس پی لیجیئے۔ انشاء اللہ قبض جاتی رہے گی۔ آنتوں سے پھنسا ہوا فضلہ دور ہو کر اجابت ہو جائے گی۔

۵۔ اگر درد شکم یا کہیں اور درد ہو تو گرم پانی بوتل میں ڈال کر سکائی کریں اور گرمی پہنچائیں۔ انشاء اللہ درد دور ہوگا۔

۶۔ لو۔ بخار اور جلد کی بیماریوں میں ٹھنڈے پانی میں بھیگی ہوئی چادر لپیٹنا بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔

۷۔ اگر سر میں چکر ہوں تو برف سے بھیگے ہوئے کپڑے سر پر رکھنے سے راحت پیدا ہوگی۔

۸۔ اگر جسم کے کسی حصہ سے خون جاری ہو تو ٹھنڈے پانی کی کس کر پٹی باندھیے۔ انشاء اللہ خون بند ہوگا۔

مٹی :۔ یہ قدرت کا چوتھا بڑا ڈاکٹر ہے جس کو قدرت نے انسانی خدمت پر مامور فرما کر دنیا پر احسان عظیم کیا ہے تجربہ کہتا ہے :۔

۱۔ گندگی پر مٹی ڈالیئے۔ بدبو دور ہوگی اور انسانی زندگی مختلف بیماریوں سے محفوظ رہے گی۔

۲۔ پھوڑے پھنسیوں پر مٹی لگائیے۔ پھوڑے پھنسیاں

جمعیۃ طلباء اسلام کی تقریب
تقسیم انعامات
منعقدہ ڈسٹرکٹ کونسل ہال
لائلپور میں
۷۔ اپریل کو پیش کیا گیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سپاسنامہ

بخدمت شیخ الحدیث مفتی اعظم ، قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محمود ملت !

انگریز سامراج نے جہاں اہل ہند کی عموماً اور مسلمانوں کی خصوصاً معاشرتی اقدار کو ڈائنامیٹ کیا ، مسلمان حریت پسندوں کو قید و بند کی اذیت ناک اور شرمناک صعوبتوں سے آشنا کر کے سیاسی تحاریک کو سبوتاژ کرنے کی جہد مسلسل کیں۔ ترقی یافتہ قوم مسلم کی معاشی و اقتصادی ناکہ بندی کر کے اسے قعر ذلت میں دھکیلا کہ وہ ہمیشہ اس کی دریوزہ گر ہو کر ترقی پذیر کہلائے۔ وہاں ان بدیشی گورے شاطروں نے مسلمانوں کو اپنے درخشاں و تابندہ ماضی اور بے داغ و ترقی یافتہ تہذیب و تمدن سے بیگانہ کرنے کے لیے بساطِ ہند پہ تین مہرے بڑھائے۔ ایک مہرے نے مسلمانوں کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت کی آڑ لیتے ہوئے نام نہاد "عاشق رسول" کے روپ میں انبیائے کرام کی متبرک عمارت کی خشتِ اول (FOUNDATION STONE) یعنی توحید باری تعالیٰ کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کی سعی ناکام کی۔ دوسرے مہرے نے نبی کائنات حضرت محمد (فداہ امی و ابی) صلی اللہ علیہ وسلم کی ردائے نبوت کو تار تار کرنے کی سعیٔ ناپاک کی۔ ظالم انگریز کو اللہ کی رحمت اور "اولوالامر" گردانا اور انگریز کے اس خود کاشتہ پودے (SELF-FEEDED PLANT) نے انگریز کے ایماء پر جہاد تک کو حرام قرار دے دیا کہ ؎

اب چھوڑ دو اے دوستو ! جہاد کا خیال دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اور خانہ زاد نبوت کا کھڑاگ رچایا

تیسرا مہرہ سر سید احمد خاں نیچری کے روپ میں تعلیمی محاذ پر بڑھایا گیا۔ اُن کے ہاتھ میں انگریزی مفکرین کے نہاں خانۂ دماغ کا تخلیق شدہ مفادات افرنگ پر مبنی نظام تعلیم کا مسودہ تھما دیا گیا۔ یہ نظام تعلیم کیسا تھا ؟ اس کی روح کیا تھی ؟ خود ایک متعصب انگریز ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر کی زبانی سنئے۔ وہ اپنی کتاب ہندوستانی مسلمان کے ص ۱۷۱ پر رقمطراز ہے

"مسلمانوں کے مذہب سے کوئی تعرض نہ کیا جائے اور انہیں مذہبی فرائض کی تعلیم اس طرح دی جائے
کہ خلوص و ایمان کا جذبہ سرد پڑ جائے اور یوں ان کے "دیوانہ پن" میں کمی ہو سکے"

بقول ایک ماہر تعلیم جناب منور ابن صادق کے ، یہ سودا سر سید نے علی گڑھ یونیورسٹی کی سرکاری گرانٹ کے لالچ میں کیا۔ وہ درخت ہی کیا جو بار آور نہ ہو۔ آج تک آپ دیکھتے رہے ہیں اور ملاحظہ کر رہے ہیں کہ علی گڑھ کے تربیت یافتگان ، وابستگان اور خوشہ چینوں کا رویہ اور لہجہ اسلام کی وکالت میں عموماً معذرت خواہانہ رہا ہے اسی وجہ سے ہی پان اسلام ازم کے داعئ اول سید جمال الدین افغانی کی رائے تھی اور یقیناً صحیح تھی کہ :۔

"سر سید اور ان کے ساتھی ، نوجوان طبقہ کو مذہب سے بیگانہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں
وہ دین چھوڑنے پر آمادہ کرتے ہیں اور نسل جمعیت کے آثار مٹانے کی جد وجہد میں مصروف ہیں"

گویا یہ نتائج جو "مغرب زدہ" سر سید کی جد وجہد سے مرتب ہوئے میکالے کے اُس خواب کی تعبیر تھی۔ جو اس نے ۱۸۳۵ء میں دیکھا تھا اور اپنی ماں کو خط لکھتے ہوئے تحریر کیا تھا کہ :

"ایک ایسا طبقہ پیدا کر دیا جائے جو نسلاً تو ہندوستانی ہو لیکن اپنے ذہن اور مزاج کے اعتبار سے انگلو یز ہو"

قائد محترم ! یہ تو تھی آزادئ ہند سے پہلے کی داستان خونچکاں کی ایک ادنیٰ سی جھلک ! ثمر آزادی کے حصول کے بعد کی داستان دلخراش بھی ملاحظہ کیجئے۔ قیام پاکستان کے بعد ہمیں اپنے آپ کو پاکستانی کہلوانے پر فخر ہے (کہ مسلم کہلوانا بہت دور کی بات ہے) ہم اپنے آپ کو آزاد سمجھتے ہیں لیکن ہماری مثال اُس شاہین و شہباز سے مختلف نہیں جو شکاری کے ہاتھ پہ بظاہر آزاد بیٹھا ہوتا ہے لیکن اس کے ایک پیر میں نفیس مگر مضبوط زنجیر بندھی ہوتی ہے جو صیاد کی مٹھی میں ہوتی ہے ـــــ دیکھیے ہم آزاد ہیں لیکن انگریز کا طوقِ غلامی ہنوز ہمارے گلے کی زینت ہے۔ تقلید مغرب ہمارے لیے اب بھی باعث کشش و فخر ہے ـــــ ہمارا روایات و تقدس مغرب سے کوئی واسطہ نہیں۔ ہمیں ، ۱۸۵۷ء کے مجاہدین صف شکن سے کوئی علاقہ نہیں رہا۔ ہم دیوبند سے اٹھنے والی قوت ایمانی سے لبریز اس تحریک حریت سے بے خبر ہیں جس نے سب سے پہلے شیخ الاسلام مولانا محمود حسن رح کی زیر سرپرستی انگریز کو برسر عام للکارا تھا۔ اور اہل ہند کو درس حریت و حمیت دیتے ہوئے فرمایا تھا ؎

اٹھو کہ گلچیں کی دسترس سے گل و لالہ و برق ورق ہے بہار گلشن پہ ہم نشینو ! میرا ، تمہارا بھی کچھ تو حق ہے

ہم شہدائے بالاکوٹ کے عطا کردہ عزم و استقامت کے چراغ اور قندیلیں سب گل کر بیٹھے ہیں۔ ہاں عظمت رفتہ کے انمٹ نقوش نظر نواز ہو جاتے ہیں بالکل اسی طرح جیسے قبل از تاریخ گنبدِ مزار کے اندر کندہ خوابیدہ نقش و نگار ، گویا ؎

میرے عروج کی شاہد ہیں پستیاں میری بہت بلندی پرواز سے گرا ہوں میں

جناب والا ! نظام تعلیم مذہب ، روایات اور ضروریات کے عناصرِ ثلاثہ سے تخلیق پاتا ہے لیکن ہم نے ان عناصر ترکیبی کو سراسر نظر انداز کر دیا اور اپنی فطرت و تربیت کے عین مطابق اپنے نظام تعلیم کو مغربی افکار پر استوار کرنے کی کوشش کی ، اپنے افکار کو مغربی سوچ کی کسوٹی پر پرکھا اور یہ خیال نہ کیا کہ مغربی آب و ہوا میں جنم پانے والا یہ زہر بلا پودا مشرق کے لیے تریاق ثابت ہو سکتا ہے ؟ مشرقی آب و ہوا اور شرم و حیا کی دھرتی میں مغربی تہذیب و تمدن کے سوا نتائج مرتب کر سکتا ہے ؟ گویا ؎

چمن کے رنگ و بو نے کس قدر دھوکا دیا مجھ کو کہ میں نے شوقِ گل بوسی میں کانٹوں پر زباں رکھ دی

ہم حیران ہیں ان "انقلابیوں" پر جو ہر لحہ انقلاب کی باتیں کرتے ہیں اور ہر پرانی چیز کے اپنانے والے کو "رجعت پسندی" کا تمغہ عطا کرتے ہیں۔ لیکن اُس سرمایہ دارانہ ، تاجرانہ ، فرسودہ اور بار بار آزمائے ہوئے نظام تعلیم کو اتنی چاہت و محبت سے اپنے سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔ جیسے ماں اپنے پیارے ننھے

کہ پھر بھی یہ ترقی پسند ہیں۔ حالانکہ یہی نظام تعلیم ہے جو ہمیں نہ روحانی بالیدگی عطا کر سکا نہ مادی معراج کی ایک جھلک ہی دکھا سکا ہے۔ جب دیندار طبقہ نے بار بار گرفت کی تو بقول ان کے انہوں نے "رجعت پسندوں" کی "یلغار" سے بچنے کے لیے "مذہبی تعلیم" کو بھی شامل نصاب کر دیا۔ اب نظامِ تعلیم مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

مہمانِ معظم!

یہ نہ صرف اہلِ وطن اور مسلمان طلبہ کے منہ پر طمانچہ ہے اور ان کے ساتھ کھلا استہزاء کرنے کے مترادف بلکہ مذہبی تعلیم کی پیوند کاری بھی محض ایسا دھوکہ اور جھانسہ ہے جیسے سوشلزم کے ساتھ "اسلامی" کا سابقہ۔ بقول اکبر الہ آبادی مرحوم ؎

نئی تہذیب میں بھی "مذہبی تعلیم" شامل ہے
مگر یوں ہے کہ آبِ زمزم میں مے داخل ہے

حالانکہ "اسلامیات" کو سیکنڈری کلاس تک لازمی کرنا یا صرف "تاریخ اسلام" کو شامل نصاب کرنا اسلامی نظامِ تعلیم کی ترویج نہیں کہلا سکتا۔ جب تک ولائتی کھاد اور امپورٹڈ سلنڈر کا استعمال ہو گا۔ دیسی گندم کی نمو کا تصور بھی دیوانے کی بڑ کہلائے گا۔ گویا ہمیں اپنے ماحول، دین، ضروریات اور روایات احرار کے مطابق نظام تعلیم میں ایسی انقلابی تبدیلیاں کرنا ہوں گی۔ جس سے خدا شناس اور خوفِ خدا، عشقِ رسول ؐ اور وطن کی محبت سے بھرپور دین و دنیا کے حسین امتزاج و سنگم پر مبنی نسل جنم لے سکے۔

گرامی قدر!

آپ سے زیادہ اور کون واقف ہو گا کہ یہاں حقیقت کے بجائے جذبات و نعرہ بازی کی، عمل کی بجائے تخیّل کی، پرچی کی بجائے برچھی کی حکومت رہی۔ جنہوں نے پارلیمنٹ کے ہوتے ہوئے بھی ہمیشہ آرڈیننس کا سہارا لیا۔ اس "آرڈیننس راج" کی واضح نشانی بدنام زمانہ یونیورسٹی آرڈیننس ہے۔

جنابِ عالی!

ایک طرف طلبا کو عملی سیاست میں در آنے سے منع کیا جاتا ہے۔ لیکن دوسری طرف خود طلبا میں گھسنے کے لیے چور دروازے ڈھونڈے جاتے ہیں۔ ایوب کے زمانہ میں گورنر طلبار کے معاملات میں بحیثیت چانسلر دخیل ہوتا تھا۔ لیکن اب عوامی یونیورسٹی آرڈیننس کے ذریعے ایک اور سیاسی ہستی کو پرو چانسلر کے نام پر تعلیمی ماحول میں رخنہ اندازی و مداخلت کا حق دے دیا گیا ہے۔ اسی طرح سنڈیکیٹ میں بھی اپنے آپ کو "عوامی" ہونے کے ناطے سے طلبا پر مسلط کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ اسلام کے نام پہ غنڈہ گردی کی بدولت طلبار کا سنجیدہ طبقہ پہلے ہی ایک نام نہاد طلبا تنظیم سے بیزار تھا کہ سرکاری سرپرستی میں غنڈوں کی مسلح کھیپ کو اپنے حق میں رائے عامہ ہموار کرنے کے لیے تعلیم گاہوں میں جنم دیا گیا اور یوں تعلیمی فضا میں مزید کشمکش اور ابتری کا زہر گھول دیا۔ ان دو انتہاؤں کے درمیان جمعیۃ طلبار اسلام پاکستان علماءِ حق کی زیر نگرانی خداوند ذوالجلال کی حاکمیتِ اعلیٰ کے لیے کوشاں ہے۔ لیکن جنابِ والا! درسگاہوں کی اس بے قراری کے علاج کے لیے اعلیٰ سطح پر آواز بلند کرنے کی نہایت ضرورت ہے۔

مہمان عالی منزلت! گفتگو کو سمیٹتے ہوئے اب ہم مقامی مسائل کے بارے میں عرض کرتے ہیں۔

قائدِ محترم!

ہماری زرعی یونیورسٹی لائلپور کے مندرجہ ذیل قومی مسائل ہیں امید ہے کہ آپ ہمارے مسائل کو قومی اسمبلی میں نہ صرف اٹھائیں گے بلکہ بہترین طریقہ سے وکالت بھی کریں گے۔

۱۔ ویٹرنری ڈاکٹروں اور زرعی گریجوایٹس کو ایم بی بی ایس ڈاکٹروں اور انجینئروں کے برابر درجہ دیا جائے۔

۲۔ پاکستان زرعی سپلائی کارپوریشن میں صرف زرعی گریجوایٹس کا تقرر کیا جائے۔

ان مطالبات کے علاوہ ہمارا یہ مطالبہ بھی قومی سطح پر اٹھانے کے لائق ہے کہ دینی مدارس کے طلبار کو بھی دوسرے طلبار کی طرح سفری مراعات دی جائیں۔

مفتیٔ اعظم!

بانیٔ دارالعلوم دیوبند نے درس نظامی کے علاوہ تاریخ، ہندسہ، طب اور مختلف فنون نافعہ کو بھی دینی نصاب میں شامل فرمایا تھا۔ لیکن عملاً بانیٔ دارالعلوم کے نظریات کے خلاف دینی و دنیوی علوم میں علیحدگی اور مغائرت کا تصور برقرار رہا۔ جمعیۃ طلبار اسلام اس بُعد اور تصور کا خاتمہ چاہتی ہے۔ اب جب کہ آپ ایک ایسی سیاسی جماعت کے رہنما ہیں جس کے اراکین کی زیر نگرانی لاتعداد مدارس عربیہ قائم ہیں اور جنابِ والا! وفاق المدارس عربیہ کے ناظم عمومی بھی ہیں تو ہماری استدعا ہے کہ آپ مندرجہ ذیل اقدام کو عملی جامہ پہنا کر ہماری اس عظیم مشن میں ہماری دستگیری و تعاون فرمائیں گے۔

۱۔ دینی مدارس کے نصاب میں علوم سیاسیات، اقتصادیات، ریاضی، الجبرا، تاریخ، جدید عربی، طب اور دیگر علوم نافعہ کو شامل کیا جائے۔ نیز انگریزی کو تبلیغ کی حد تک رائج کیا جائے۔

۲۔ دینی مدارس میں بی اے اور ایم اے اسلامیات اور عربی کی تدریس کا بندوبست کیا جائے۔

۳۔ گم کردہ راہ، نام نہاد اسلامی مفکروں، مستشرقین اور ترقی پسندوں کی یلغار سے نوجوانوں کو بچانے کے لیے آپ خود اپنے اشہبِ علم پر تازیانۂ قلم کا استعمال عمل میں لائیں۔ خصوصاً اسلامی اقتصادیات، معاشیات، سیاسیات اور فقہ یعنی قانون (LAW) موضوعات پر۔

امید کرتے ہوئے آپ ہماری معروضات کو شرفِ قبولیت بخشیں گے۔ آخر میں ہم آپ کے بے حد ممنون و مشکور ہیں کہ آپ نے طلبا کی حوصلہ افزائی کے لیے اپنی گوناگوں قومی و جماعتی مصروفیات کے باوجود اپنے قیمتی وقت کے کچھ حصے سے ہمیں سرفراز فرمایا۔

قائدِ مکرم!

علماءِ حق کے تاریخی نظائر کی روشنی میں اور آپ کے علم و عمل، قول و فعل میں ہم آہنگی کی بناء پر بے حد خوشی و فخر ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ ہم نے جن علماء کی سرپرستی کو قبول کیا ہے وہ ہمیں ہماری منزل مقصود تک پہنچا کے دم لیں گے۔ لہٰذا آج ہم یہ اپنا عہد دہراتے ہیں کہ۔

"ہم علماء حق کی زیر نگرانی پرچم حق بلند کرتے رہیں گے۔ تا آنکہ اللہ کی حاکمیت کا قیام عمل میں آ جائے اور یہ کہ بوقت ضرورت اللہ کی اس دھرتی کو اپنے خون سے سجانا اور لہو کے تازہ سے تاریخِ ملتِ اسلامیہ میں بحیثیت ہراول دستے کے رنگ بھرنا ہمارے لیے مولانا شمس الدین شہیدؒ کی طرح باعثِ فخر اور وجہِ مسرت و انبساط ہو گا۔ شکریہ!

اقوالِ زرّیں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

- "بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے مگر مجھے یہ حکم بھی دیا ہے کہ ہاتھ اور منہ سے بجائے جانے والے ہر قسم کے باجوں کو دنیا سے مٹا ڈالوں۔" (مسند امام احمد)
- امام ابو حنیفہؒ کی فقہ میں بیان کیا گیا ہے کہ گانے سننے ہر قسم کے حرام ہیں۔ سننے والا فاسق اور (حلال بنا کر) لذت حاصل کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔
- امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ عود و طنبورہ اور تمام رقص و سرود کا سامان سب حرام ہیں۔ اُن کا سننے والا بددین، فاسق، بیوقوف اور دیوث ہے۔

* * *

"خدام الدین" خود پڑھیے
اور
دوسروں کو پڑھائیے

بہترین اعمال

از جامع سیوطی

محمد شفیع عمرالدین حیدرآباد

نماز پنجگانہ کی حفاظت

أَفْضَلُ الرِّبَاطِ الصَّلٰوةُ وَلُزُوْمُ مَجَالِسِ الذِّكْرِ وَمَا عَبْدٍ يُصَلِّيْ ثُمَّ يَقْعُدُ فِيْ مُصَلَّاهُ إِلَّا لَمْ تَزَلِ الْمَلٰئِكَةُ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ حَتّٰى يُحْدِثَ أَوْ يَقُوْمَ ۔ (جامع الصغیر السیوطی)

ترجمہ: بہترین رباط نماز پڑھنا اور ذکر کی مجالس میں شامل ہونا ہے۔ جو بندہ نماز پڑھ کر مصلیٰ پہ بیٹھا (ذکر کرتا) رہتا ہے) اس پر فرشتے تب تک رحمت بھیجتے رہتے ہیں جب تک اس کا وضو نہ ٹوٹ جائے۔ یا وہ اٹھ کر نہ چلا جائے۔

ف۔ "رباط" میدان کارزار میں مجاہد کو دشمن سے بچاؤ کا کام دیتی ہے۔

قیامت کے دن اعمال میں سے اوّل نماز کے بارے میں پرسش ہو گی۔ اگر یہ ٹھیک نکلی تو دوسرے اعمال کو دیکھا جائے گا۔ اگر یہ ٹھیک نہ نکلی تو دوسرے اعمال دوزخ سے نہ بچا سکیں گے۔ اس لیے نماز بہترین رباط ہے۔ جو دوزخ سے بچائے گی۔ اور بہشت میں لے جائے گی۔

ذکر کی مجالس وہ ہیں جن مجالس میں قرآن کریم اور حدیث شریف کے احکام بیان کیے جاتے ہوں یا دوسرا کوئی مسنونہ ذکر ہوتا ہو۔ ایسی مجالس کو ملائکہ گھیر لیتے ہیں۔ اہل مجلس پر اطمینان و سکون نازل ہوتا ہے۔ فرشتے ان کے لیے استغفار کرتے ہیں۔

تہجد نماز کے لیے اٹھنا

أَفْضَلُ السَّاعَاتِ خَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرِ۔

ترجمہ: رات کا آخری حصہ بہترین گھڑی ہے۔

ف: یہ نمازِ تہجد کا وقت ہے۔ فرض نمازوں کے بعد یہ نماز بڑی فضیلت رکھتی ہے۔ اس نماز کے لیے رات کو اٹھنا سلف صالحین کا طریقہ ہے۔ یہ دعا کی مقبولیت کا وقت ہے۔ تہجد نماز پڑھ کر استغفار کرنی چاہیے۔ اور دارین کی عافیت مانگنی چاہیے۔

دین کے علم کی اشاعت کرنا

أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ أَنْ يَتَعَلَّمَ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ عِلْمًا ثُمَّ يُعَلِّمَهُ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ

ترجمہ: بہترین خیرات یہ ہے کہ دوسرے مسلمان کو علم سکھایا جائے۔ پھر وہ (علم سیکھ کر) دوسرے مسلمان بھائی کو سکھائے۔

ف: خوش قسمت ہیں وہ حضرات جنہوں نے دینی علوم سکھانے کے لیے درس گاہیں قائم کر رکھی ہیں۔ ہر مسلمان کو حتی المقدور قرآن کریم اور حدیث شریف کی تعلیم میں حصہ لینا چاہیے۔

جمعہ کی فجر نماز

أَفْضَلُ الصَّلٰوةِ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى صَلٰوةُ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيْ جَمَاعَةٍ۔

ترجمہ: بہترین نماز اللہ تعالیٰ کے نزدیک جمعہ کی فجر کی نماز ہے۔ جو جماعت کے ساتھ ادا کی جائے۔

ف: ویسے تو سب نمازیں باجماعت ادا کرنے کا حکم ہے اور ان کا بڑا ثواب ہے۔ مگر جمعہ کے دن کو بڑی فضیلت ہے۔ اس لیے جمعہ کی فجر کی نماز کا خاص طور پر ذکر فرمایا تاکہ ہم اسے بڑے اہتمام کے ساتھ باجماعت مسجد میں حاضر ہو کر پڑھیں۔ اور اس نماز سے فارغ ہو کر جمعہ کی تیاری کا خیال بھی رکھیں۔

تہجد نماز

أَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْمَكْتُوْبَةِ الصَّلٰوةُ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ وَأَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ۔

ترجمہ: پنجگانہ فرض نمازوں کے بعد تہجد کی نماز افضل ہے اور رمضان کے فرض روزوں کے بعد اللہ کے مہینے محرم کے روزے افضل ہیں۔

ف: ہر حالت میں اوّل فرائض کی ادائیگی کو ترجیح ہے۔ اس کے بعد نوافل عبادات کا درجہ ہے۔ فرائض کو ترک کر کے نوافل عبادات میں لگ جانا ٹھیک نہیں۔ اوّل فرائض کا اہتمام کریں پھر نوافل کی طرف متوجہ ہوں۔ جیسے یہاں اوّل فرض روزوں کا ذکر ہے اور پھر نفلی روزوں کا۔

نوافل گھر میں پڑھنا

أَفْضَلُ الصَّلٰوةِ صَلٰوةُ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهٖ إِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ۔

ترجمہ۔ آدمی کی بہتر نماز وہ ہے جو گھر میں پڑھے سوائے فرض نمازوں کے۔

ف: فرض نمازیں تو مسجد میں حاضر ہو کر باجماعت پڑھنے کا حکم ہے۔ باقی نوافل، تہجد، اشراق وغیرہ گھر میں پڑھنے بہتر ہیں۔

بہترین بندے

أَفْضَلُ الْعِبَادِ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الذَّاكِرُوْنَ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن بہترین بندے وہ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرتے ہوں گے۔

ف: ہمیں ذکر الٰہی کثرت سے کرنا چاہیے۔

پرہیزگاری

أَفْضَلُ الْعِبَادَةِ الْفِقْهُ وَأَفْضَلُ الدِّيْنِ الْوَرَعُ۔

ترجمہ: افضل عبادت دین کا فہم ہے اور افضل دین پرہیزگاری ہے۔

ف: صحیح دین کا شعور یہ ہے کہ دین کی باتوں میں ذرا بھر شک و شبہ کو دخل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہر بات پر پختہ یقین ہو۔

پرہیزگاری یہ ہے کہ شرعی اوامر و نواہی پر عمل کیا جائے۔

دعا بھی عبادت ہے

أَفْضَلُ الْعِبَادَةِ الدُّعَاءُ

ترجمہ: دعا بہترین عبادت ہے۔

ف: کیونکہ دعا بھی عبادت ہے اس لیے دوسری عبادت کی طرح دعا بھی صرف اللہ تعالیٰ سے مانگی جائے۔

تلاوتِ قرآن مجید

أَفْضَلُ الْعِبَادَةِ قِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ۔

ترجمہ: قرآن کا پڑھنا بہترین عبادت ہے۔

ف: تلاوتِ قرآن مجید قرب الٰہی کا ذریعہ ہے اس کے ہر حرف پڑھنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ شرف دوسری کسی کتاب کو حاصل نہیں۔ اس لیے ہمیں قرآن مجید کی تلاوت بلاناغہ کرتے رہنا چاہیے۔

صبر اور درگزر کرنا

أَفْضَلُ الْإِيْمَانِ الصَّبْرُ وَالسَّمَاحَةُ۔

ترجمہ: صبر کرنا اور درگزر کرنا بہترین ایمان ہے۔

ف: صبر سے مراد اپنے نفس کو قابو میں رکھنا ہے۔ اسے برائیوں سے بچانا ہے۔ ہمت کر کے نواہی سے بچنا ہے اور اوامر پر ڈٹ کر عمل کرنا ہے۔

درگزر کرنا اور بدلہ لینے کے درپے نہ ہونا نہایت ہی اعلیٰ صفت ہے ۔

افضل حج

اَفْضَلُ الْحَجِّ الْعَجُّ وَالثَّجُّ ۔

ترجمہ : بہترین حج وہ ہے جس میں تلبیہ بلند آواز کے ساتھ پکاری جائے اور خون بہایا جائے یعنی قربانی کی جائے ۔

ف : تلبیہ بلند آواز سے پکارنے کا حکم مردوں کے لیے ہے ۔ عورتیں آواز بلند نہ کریں بلکہ آہستہ پڑھیں ۔ جب حج یا عمرہ کا احرام میقات سے باندھا جاتا ہے تو تلبیہ پکارنی شروع کی جاتی ہے اور کثرت سے پکارنے کا حکم ہے ۔

عمرہ کے احرام والا جب بیت اللہ شریف میں پہنچ کر بیت اللہ شریف کا طواف کرنے کی غرض سے حجر اسود کا استلام کرتا ہے تب تلبیہ پکارنا بند کرتا ہے ۔

حج کے احرام والا ۱۰ ذوالحجہ کو جب منیٰ میں جمرہ عقبہ پر کنکریاں مارنی شروع کرتا ہے تب تلبیہ بند کرتا ہے ۔

تلبیہ کے کلمات یہ ہیں : ۔

لَبَّيْكَ ط
اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ط
لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ ط
اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ
لَا شَرِيْكَ لَكَ ۔

ترجمہ : میں حاضر ہوں ۔ اے اللہ میں حاضر ہوں ۔ تیرا کوئی شریک نہیں ۔ میں حاضر ہوں ساری تعریفیں اور نعمتیں تیری ہیں سلطنت تیری ہے تیرا کوئی شریک نہیں ۔

حسنِ معاشرت

اَفْضَلُ الْحَسَنَاتِ تَكْرِمَةُ الْجُلَسَاءِ

ترجمہ : ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے رفیقوں کی عزت کرنا بہت بڑی نیکیوں میں سے ہے ۔

ف : بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ ان کی عزت اس طرح کرے کہ انہیں اچھی جگہ پر بٹھائے ۔ جگہ کی تنگی ہو تو ان کے لیے جگہ فراخ کر دے ۔ جب وہ بات کریں تو خاموش ہو کر سنتا رہے ۔ ان کی بات کو کاٹ کر خود بولنا شروع نہ کر دے ۔ ان کی موجودگی میں داڑھی اور سر کے بالوں کے ساتھ نہ کھیلے ۔ ان کے سامنے اپنی انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر نہ بیٹھے ۔ اپنی انگوٹھی کو انگلی میں نہ گھمائے اور اس کے ساتھ ان کی موجودگی میں کھیلنا شروع نہ کر دے ۔ فضول قصے کہانیاں ان کے روبرو شروع نہ کر دے ۔ اسی طرح دل لگی اور ہنسی کی باتیں نہ کرے ۔ اپنے ہاتھوں کے ساتھ زیادہ اشارے نہ کرے ۔ ان کے میل جول کی ہر طرح رعایت کرے ۔ ان کا کوئی عیب دیکھے یا کوئی راز کی بات سنے تو اسے دوسروں پر ظاہر کر کے انہیں رسوا نہ کرے ۔

معیتِ الٰہی

اَفْضَلُ الْاِيْمَانِ اَنْ تَعْلَمَ اَنَّ اللّٰهَ مَعَكَ حَيْثُمَا كُنْتَ ۔

ترجمہ : بہترین ایمان یہ ہے کہ تو جہاں بھی ہو یہ سمجھے کہ اللہ تعالےٰ تیرے ساتھ ہے ۔

ف : اللہ تعالےٰ ہر وقت بندے کے ساتھ ہے ۔ اور اس کے اعمال کو دیکھ رہا ہے ۔ اس لیے بندے کو چاہیے ۔ کہ اس سے ہر وقت ڈرتا رہے ۔ اور کسی غیر شرعی فعل کو نہ کرے ۔ اس کے اوامر پر عمل کرتا رہے ۔

سچی نیت

اَفْضَلُ الْعَمَلِ النِّيَّةُ الصَّادِقَةُ ۔

ترجمہ : بہترین عمل سچی نیت ہے ۔

ف : سچی نیت وہ ہے جس میں اخلاص ہو ۔ محض اللہ تعالےٰ کی رضا جوئی مقصود ہو ۔ ریا اور دکھلاوے سے بالکل پاک ہو ۔ مخلوق کی واہ وا مقصود نہ ہو ۔ عمل کی مقبولیت کے لیے صحیح نیت کا ہونا شرط ہے ۔ دکھلاوے اور ریا کا عمل قابلِ قبول نہیں ۔

ہمیں بڑی کوشش کے ساتھ ہر عمل کرنے سے پہلے اپنی نیت کو ٹھیک کرنا چاہیے ۔ جہاد بہت بڑا عمل ہے ۔ اگر اس میں شرکت دنیاوی مال و دولت وغیرہ حاصل کرنے کی غرض سے ہو تو ثواب نہیں ملتا

ایک شخص اگر سوتے وقت یہ نیت کر لے کہ رات کو اٹھ کر تہجد نماز پڑھوں گا ۔ اگر رات کو آنکھ نہ کھلے اور نماز نہ پڑھ سکے تو محض نیت کی وجہ سے تہجد کا ثواب اسے مل جاتا ہے ۔

اچھے لوگ

اَفْضَلُكُمُ الَّذِيْنَ اِذَا رُءُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِرُؤْيَتِهِمْ ۔

ترجمہ : تم میں سے بہتر وہ لوگ ہیں کہ جنہیں جب دیکھا جائے تو اللہ تعالےٰ کی یاد آ جائے ۔

ف : اُن حضرات کا ذکر ہے جو قال اللہ و قال الرسول ؐ کے پابند ہیں ۔ عبادت اور تقوےٰ ان کا شعار ہے ۔ اللہ تعالےٰ کے خوف سے ان کے دل لبریز ہیں ۔ ان کی مجلس میں جانے سے یادِ الٰہی تازہ ہوتی ہے ۔ اسوۂ حسنہ پر چلنے کا سبق ملتا ہے ۔

جیسے دنیاداروں کی مجالس میں دنیا کی محبت تازہ ہوتی ہے ۔ ویسے ان حضرات کی مجلس میں اللہ تعالےٰ کی یاد تازہ ہوتی ہے ۔

زُہد

اَفْضَلُ النَّاسِ مُؤْمِنٌ مُزْهِدٌ ۔

ترجمہ : بہترین انسان وہ ہے جو مومن زاہد ہے ۔

ف : زاہد وہ ہے جو حریص نہ ہو دنیاوی اسباب سے لگاؤ اور رغبت نہ کرتا ہو ۔ دنیاوی مال و اسباب کی قلت پر قناعت کرتا ہو ۔ دنیاوی مال و اسباب سے دل توڑ کر اللہ تعالےٰ کے ساتھ جوڑنے والا ہو ۔

غیر مستحقین کے ساتھ حسنِ سلوک

اَفْضَلُ الْفَضَائِلِ اَنْ تَصِلَ مَنْ قَطَعَكَ وَتُعْطِيَ مَنْ حَرَمَكَ وَتَصْفَحَ عَمَّنْ ظَلَمَكَ ۔

ترجمہ : سب سے بڑی فضیلت والے کام یہ ہیں کہ جو تجھ سے قطع تعلقات کرے تو اس کے ساتھ تعلقات جوڑے اور جو تجھے نہ دے اور محروم رکھے تو اُسے دے اور جو تجھ پر ظلم اور زیادتی کرے تو اُسے معاف کرے ۔

بقیہ : قدرت کے چار بڑے معالج

دب جائیں گی اور آرام نصیب ہو گا ۔

۳ ۔ مردے اور گلنے سڑنے والی اشیا کو مٹی میں دبا دیجیے ہوا خراب نہ ہونے پائے گی ۔ اور بدبو اور بیماری نہ پھیلے گی ۔

۴ ۔ مٹی کو ٹھنڈے پانی میں ملا کر زہریلے جانور کے ڈنک پر گاڑھی گاڑھی لگا دیجیے ۔ پھر اس پر پٹی باندھیے آرام ہو گا ۔

۵ ۔ اسہال بند نہ ہوتے ہوں تو پیڑو پر مٹی کی پلٹیس باندھیے ۔ دو تین روز میں آرام آ جائے گا ۔

۶ ۔ اگر دردِ سر سے نجات نہ ہو تو سر پر مٹی لگا دیجیے انشاء اللہ آرام آ جائے گا ۔

۷ ۔ چوٹ کی وجہ سے درد ، سوزش یا سوجن ہو تو اس پر مٹی کی پلٹیس لگا دیجیے ، درد و سوجن جاتی رہے گی ۔

۸ ۔ پھوڑے پھنسی اور کھجلی پر سرخ اور چکنی مٹی لگائیے انشاء اللہ بہت فائدہ ہو گا ۔

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے ناظم عمومی حضرت مولانا سید نیاز احمد شاہ صاحب گیلانی سے تلمبہ ضلع ملتان میں فون نمبر ۲۵ پر بوقت ضرورت رابطہ قائم کیا جا سکتا

تنقید و تبصرہ

مطبوعات جدیدہ

تعارف و تبصرہ کیلئے مطبوعات کی دو جلدیں دفتر میں ارسال کرنا ضروری ہیں۔ (ادارہ)

(جناب آزاد شیرازی)

مفتی محمود کی سیاست

مصنف : نورالحق قریشی
ضخامت : ۱۸۷ صفحات
قیمت : آٹھ روپے
ناشر : مکتبۂ جامعہ ربانیہ، بیرون لوہاری دروازہ ملتان شہر

قاری نورالحق صاحب قریشی کی غالباً سب سے پہلی تصنیف "سوانح قاضی احسان احمد شجاع آبادی" ہے۔ جس کے آخر میں راقم الحروف کی تحریر کردہ منظوم تاریخ وفات بھی شامل ہے بندہ نے اس ضخیم کتاب کی حضرت مجاہد الحسینی سابق مدیر ہفت روزہ "خدام الدین" کے ہاتھوں صرف زیارت ہی کی تھی۔ مطالعہ کی سعادت سے محروم رہا۔ آج جب قاری صاحب کی زیر تبصرہ تالیف "مفتی محمود کی سیاست" کے مطالعہ کا موقع ملا تو اس محرومی کا احساس شدید اور اس تصنیفِ لطیف کے معرکۃ الآراء ہونے کا یقین پختہ ہو گیا۔

قاری صاحب کی یہ کتاب راقم الحروف نے ایک ہی نشست میں پڑھ ڈالی۔ اس لیے بھی کہ یہ کتاب اُن حقیقتوں کی آئینہ دار ہے۔ جن کو "حاسدانِ تیرہ باطن" تہمتوں کے گرد و غبار سے چھپانے کی کوششوں میں بُری طرح ناکام ہو رہے ہیں اور اس لیے بھی کہ قاری صاحب کی تحریر قاضی احسان احمد شجاع آبادی مرحوم و مغفور کی تقریر کا عکس ہے۔ وہی روانی، وہی شگفتگی، وہی تازہ وہی انداز جو خطیب پاکستان قاضی احسان احمد کی تقریر میں ہوا کرتا تھا۔ اس تحریر میں جاری و ساری ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ قاری صاحب لکھ نہیں رہے اور میں پڑھ نہیں رہا۔ بلکہ وہ بول رہے ہیں۔ اور میں سن رہا ہوں۔ گویا وہ میرے کانوں میں صداقتوں کا رس گھول رہے ہیں جو میرے دل کی گہرائیوں میں اتر رہا ہے۔ اور پھر یہ تصنیف سہلِ ممتنع کی وہ مثال ہے جسے غالب نے یوں ادا کیا ہے ؂

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

سچ تو یہ ہے کہ اس کتاب کے لکھنے پر مجھے قاری صاحب کی خوش بختی پر رشک آیا اور اپنی بدقسمتی پہ افسوس ہوا ہے کہ یہ کتاب مجھے لکھنا چاہیے تھی۔ لیکن ؂

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

کہنے کو یہ کتاب "مفتی محمود کی سیاست" ہے لیکن درحقیقت یہ کتاب پاکستان کی ربع صدی کی سیاست کا ایک مختصر اور جامع جائزہ بھی ہے اور اس سیاست پر ایک بے لاگ اور غیر جانبدارانہ تبصرہ بھی ہے۔

کتاب چھ ابواب پر مشتمل ہے جن کے عنوانات مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔ جمہوری مجلس عمل سے متحدہ جمہوری محاذ تک۔
۲۔ حمود الرحمٰن کمیشن کے روبرو مفتی محمود کا بیان۔
۳۔ مفتی محمود پر الزامات کی حقیقت۔
۴۔ مولانا غلام غوث ہزاروی کا سیاسی اُتار چڑھاؤ۔
۵۔ کیا مسٹر بھٹو سے تعاون ممکن ہے۔
۶۔ مفتی محمود اکابر و اخبارات کے آئینے میں۔

قاری صاحب نے خوب عنوان جمائے ہیں۔ ہر عنوان سے پورا پورا انصاف کیا ہے۔ اور لکھنے کا حق ادا کر دیا ہے۔

مفکرِ اسلام شیخ الحدیث مفتی محمود مدظلہ العالی کی ذاتِ گرامی نہ کسی تعریف کی محتاج ہے نہ تعارف کی۔ اس کے باوجود آخری باب میں مفتی صاحب کے بارے میں اخبارات، صحافیوں، سیاسی لیڈروں، مذہبی رہنماؤں اور غیر ملکی سربرآوردہ لوگوں کی آراء کو یکجا کیا گیا ہے۔ لیکن کتاب کے نام کی رعایت سے میں یہاں وزیر اعظم پاکستان مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کا یہ اعلان نقل کرتا ہوں جس میں انہوں نے فرمایا تھا کہ :۔

"میں آئندہ کبھی مفتی صاحب کے مقابلے میں الیکشن نہیں لڑوں گا۔"

کیا "مفتی محمود کی سیاست" کو اس سے بڑا خراجِ عقیدت پیش کیا جا سکتا ہے؟

قارئین کرام! میں آپ کے اور "مفتی محمود کی سیاست" کے درمیان مزید حائل ہونے کے بجائے آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ آپ جلد از جلد اس کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔ تاکہ آپ پر وطن عزیز پاکستان کا سیاسی ماضی و حال روشن ہو جائے۔ اور آپ مستقبل کے بارے میں اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کا تعین بھی فرما سکیں۔ اور اس ملک کی متعدد سیاسی اور مذہبی شخصیتوں کے وہ چہرے بھی دیکھ سکیں جو آج تک آپ کی نظروں سے اوجھل رہے ہیں یا حافظہ کی کمزوری کے سبب آپ کے ذہن افق سے غائب ہو چکے ہیں۔ اور آپ مزے کی نیند سو رہے ہیں۔ حالانکہ سحر ہی نمودار نہیں ہو چکی آفتابِ سیاست نصف النہار تک آ پہنچا ہے۔ لہٰذا ابھی اُٹھیے اور "مفتی محمود کی سیاست" کا مطالعہ کیجیے ؂

اٹھو وگرنہ حشر نہیں ہو گا پھر کبھی
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

عبادات و عبدیت

مرتّب : مولانا سمیع الحق
ضخامت : ۸۰ صفحات
قیمت : دو روپے
ناشر : مکتبہ الحق، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور

اسّی صفحات پر مشتمل یہ کتاب حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ مہتمم دارالعلوم حقانیہ کے خطبات جمعۃ المبارک کا مجموعہ ہے۔ جنہیں مولانا سمیع الحق ایڈیٹر ماہنامہ الحق نے ترتیب دیا ہے۔ ان خطبات کے عنوانات :۔

۱۔ طاعاتِ خداوندی کا سرچشمہ محبت اور اس کے اسباب۔
۲۔ اللہ تعالےٰ کی محبوبیت اور مالکیت۔
۳۔ بعض اعمالِ صالحہ کی خاصیتیں۔
۴۔ امتِ مسلمہ کا امتیازی وصف دعوت اور بندگی۔
۵۔ کامیاب و بامراد زندگی۔
۶۔ اسلام اور ہجرت
۷۔ رمضان المبارک
۸۔ عید الفطر
۹۔ زکوٰۃ اور عشر کا فلسفہ
۱۰۔ حج کی اہمیت و فضیلت

سچ تو یہ ہے کہ مولانا عبدالحق مدظلہ کے خطبات پڑھ کر یہ شوق دامنگیر ہوتا ہے کہ خدا موقع نصیب فرمائے تو ان کی زبانِ مبارک سے ان کا خطبہ سن سکوں۔ ان خطبات سے مولانا کے انتہائی سادہ طرزِ بیان کا اندازہ ہوتا ہے اور وہ ہر مسئلہ کی ایسے انداز میں وضاحت فرماتے ہیں کہ ہر سننے والا وہ عالم ہو یا عامی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور ان پڑھ شخص کے دل و دماغ کے دروازے بھی کھل جاتے ہیں۔ میں ہر پڑھے لکھے مسلمان بھائی سے پُرزور سفارش کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کو خریدے، خود پڑھے، اپنی بیوی، بہن، والدہ، بچوں اور بچیوں کو پڑھائے۔ تاکہ اس پُرفتن دور میں ہمارے گھروں میں اسلامی ذہن بیدار ہو سکیں۔ دلوں میں روحانی قوتیں زندہ ہو سکیں اور خدا اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت جاگزیں ہو سکے۔ اور وہ دنیاوی اور اخروی نعمتوں سے مالا مال ہو سکیں۔

جمعہ کی پہلی نماز

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد جمعہ کی پہلی نماز بنی سالم میں پڑھی اور مندرجہ ذیل خطبہ ارشاد فرمایا:

"سب تعریف اللہ کے لیے ہے۔ میں اسی کی حمد و ثنا کرتا ہوں اور اسی سے اعانت، مغفرت اور ہدایت کا خواستگار ہوں۔ میرا اس پر ایمان ہے۔ میں اس کی حکم عدولی نہیں کرتا۔ میں حکم عدولی کرنے والوں کا دشمن ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ یکتا اور لاشریک ہے۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا بندہ اور رسول ہے اس نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہدایت، روشنی اور موعظت دے کر ایسے زمانہ میں بھیجا ہے کہ عرصۂ دراز سے کوئی رسول نہیں آیا۔ لوگوں میں علم کی قلت اور ضلالت کی زیادتی ہو گئی ہے۔ اسے اختتام دنیا، قربِ قیامت اور قربِ اجل کے وقت بھیجا گیا ہے۔ جو اللہ اور اس کے رسول ؐ کی اطاعت کرے گا وہ راستہ پالے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول ؐ کا کہا نہیں مانے گا۔ وہ راستہ سے بھٹک جائے گا۔ وہ گمراہ ہو جائے گا۔ اور گمراہی میں بری طرح پھنس جائے گا۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو اس لیے مسلمان مسلمان کو جو بہترین نصیحت کر سکتا ہے وہ یہی ہے کہ آخرت کے لیے تیار کیا جائے اور اللہ سے ڈرنے کے لیے کہا جائے۔ جن باتوں کے کرنے سے انہیں اللہ نے روکا ہے، ان سے بچتے رہو۔ اس سے افضل کوئی نصیحت نہیں ہے اور نہ اس سے افضل کوئی گفتگو ہے۔ دنیا کے کام انجام دیتے وقت جس کے سامنے اللہ کا ڈر رہتا ہے۔ یاد رکھو! یہ ڈر اور تقوےٰ اس کی عاقبت سنوارنے میں اعلیٰ ترین مددگار ثابت ہوگا اور جب کوئی اپنے اور اللہ کے معاملے کو ٹھیک کرے گا وہ معاملہ پوشیدہ ہو یا ظاہر اور معاملہ ٹھیک کرنے میں اس کی نیت مخلصانہ ہوگی تو ایسا کرنا اس کو دنیا میں فائدہ دے گا۔ اور مرنے کے بعد بھی یہ اس کے لیے متاعِ خیر بن جائیگا۔ جب کہ آدمی کو اعمالِ خیر کی ضرورت بھی ہوگی۔— اگر کوئی شخص اللہ سے اپنا معاملہ ٹھیک نہیں کرتا تو وہ شخص یہ چاہے گا کہ اس کے اعمال اس سے دُور رکھے جائیں۔

اللہ تعالےٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔ جس نے اللہ فرمانے کو سچ جانا اور اس سے قول و اقرار کر کے انہیں پورا کیا۔ اس کی نسبت اللہ عزّ وجلّ کا ارشاد ہے کہ ہمارے ہاں قول و قرار بدلتا نہیں۔ اور ہم اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتے۔ تم جو کام اس وقت کر رہے ہو اور جو کام کبھی آئندہ کرنے والے ہو، وہ پوشیدہ ہو یا ظاہر، تو اللہ کے ڈر اور تقوےٰ کو سامنے رکھو، جو اللہ سے ڈرتا ہے۔ اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور ثواب کی زیادتی ہوتی ہے۔ جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ کامیابی پاتا ہے۔ ڈر اور تقوےٰ اللہ کے غصہ، عذاب اور خفگی سے بچاتا ہے۔ اللہ کا ڈر اور خوف چہرہ چمکائے گا، درجات کو بلند کرے گا۔ دنیا کی لذتوں سے تمہیں محروم نہیں کیا جاتا۔ مگر اللہ کے حقوق کی ادائیگی میں کمی نہ کرو۔ اللہ تعالےٰ نے اسی واسطے تمہیں اپنی کتاب سکھائی ہے اور اپنی راہ دکھائی ہے کہ مصدقین اور مکذبین میں امتیاز ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ نے تمہارے ساتھ بھلائی کی ہے تم اس کے بندوں کے ساتھ بھلائی کرو۔ اور اس کے دشمنوں کو دوست نہ رکھو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے۔

(ماخوذ حیات سرور کائنات)

حمد باری تعالیٰ

جانان گل

کوئی خدا نہیں ہے فقط اک خدا ہے تُو
پروردگار! لائق حمد و ثنا ہے تُو

کوئی نہیں جہاں میں جو روزی دے کسی کو
رازق نہیں ہے کوئی بھی روزی رساں ہے تُو

سایہ تیرے کرم کا مخلوق پہ ہے قائم
مانے نہ مانے کوئی سب کا خدا ہے تُو

کوئی نہ ہوگا حاکم روزِ جزا خدایا
خود عدل کرنے والا روزِ جزا ہے تُو

حاجت روا نہیں ہے تیرے سوا خُدایا
پروردگار سب کا حاجت روا ہے تُو

ہر گل میں ہر شجر میں خوشبو ہے تیری قائم
ہر حُسن کا خدایا! احسن و ضیا ہے تُو

دنیا بنانے والے تو لازوال بھی ہے
قائم ہے تُو ابد تک تیری بقا ہے تُو

تیرا پتہ کسی کو ہرگز نہیں خدایا
خود ابتدا بھی تُو ہے اور انتہا ہے تُو

کوئی نہیں جہاں میں مشکل کُشا ہے تُو
سارے جہاں کا یارب مشکلکشا ہے تُو

کس کی مجال کیا ہے جو لب ہلا سکے
با اختیار مالکِ ارض و سما ہے تُو

یارب نبی ؐ کی خاطر جاناں کو بخش دینا
عاصی ہوں میں خدایا اور بخشوا ہے تُو

بچوں کا صفحہ

تعلیم کا مقصد

محمد صدیق عاصی

عزیز بچو! اس کارخانۂ قدرت میں جو کام بھی انسان کرتا ہے۔ اس میں اس کی کوئی نہ کوئی غرض پوشیدہ ہوتی ہے۔ چاہے وہ کام کسی بھی نوعیت کا کیوں نہ ہو۔ مثال کے طور پر کسان کو لیجئے۔ زمین کو تیار کرتا ہے۔ فصل بو کر وہ شدت کی گرمی اور کڑکے کی سردی میں کام کرتا ہے۔ آخر کس لیے؟ تاجر تجارت کرتا ہے، ملازم انسان ملازمت کرتا ہے۔ آخر ان سب کاموں میں اس کی کوئی غرض پوشیدہ ہے تو کرتا ہے۔ یہاں تک ہی نہیں بلکہ انسان اپنے معبودِ حقیقی کی عبادت کرتا ہے۔ اس کی بھی کوئی غرض ہے۔ تو جب کوئی کام بھی اس دنیا میں بے مقصد نہیں ہے تو آپ تعلیم حاصل کرتے ہیں، اس پر وقت اور دولت خرچ کرتے ہیں آخر اس کی بھی تو کوئی غرض یا مقصد ہوگا۔!

ان چند سطور میں آپ کو بتایا جائے گا کہ اس تعلیم کے حاصل کرنے کا کیا مقصد ہے؟

تعلیم کا یہ مقصد نہیں کہ آپ ڈاکٹر، انجنیئر، مدرس، پٹواری یا حکومت کے دیگر بڑے شعبوں میں شامل ہو کر اس کو دولت کمانے کا ذریعہ بنائیں۔ تعلیم تو انسان کا زیور ہے۔ اس کا اصل مقصد اپنی ذات کا عرفان اور ماحول اور معاشرہ میں اپنی اصلی حیثیت اور قدر کو دریافت کرنا، اپنی زندگی میں نظم و ضبط پیدا کرنا، صحیح معنوں میں انسان بننا، اخلاق بلند کرنا، اپنے اندر نیک عادات پیدا کرنا، ایک اچھا شہری بننا، اپنے خیالات کو پاک اور بلند کرنا، اپنے بھائیوں سے ہمدردی اور ملک قوم کی خدمت کرنا ہے۔

یاد رکھیں! اگر آپ تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنے اندر مندرجہ بالا صفات پیدا کرنے سے قاصر ہیں تو اس کا اصل مقصد پورا نہیں کیا۔ دنیا تو کمائی جا سکتی ہے اور دنیاوی ٹھاٹھ اور عزت تو حاصل ہو جائے گی مگر آخرت میں ایسی تعلیم کام نہیں آئے گی۔ جس کو حاصل کرنے کی تاکید حدیث میں آئی ہے۔ کہ "علم حاصل کرنا ہر مرد اور عورت پر فرض ہے"۔

معاشرہ میں اگر آپ کے سامنے کوئی کام ایسا کیا جائے جس کو آپ یہ جانتے ہوں کہ درست نہیں تو آپ کا یہ حق ہے آپ اس کا صحیح طریقہ بتائیں تاکہ پتہ چل سکے کہ واقعی آپ تعلیم یافتہ ہیں اور آپ کو علم ہے۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو یہ علم کی چوری ہوگی۔ آپ میں دوسروں کو سدھارنے کا جذبہ اور احساس ہونا چاہیے۔

حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ ایک شخص آیا اور کہنے لگا "حضرت جی! آپ کے سلسلہ تبلیغ جاری ہونے کی وجہ سے ماشاء اللہ ہمارے ہاں اب مسجد میں کافی رونق ہوتی ہے۔ اذان ہوتے ہی نمازی جمع ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور نمازیوں کی تعداد بھی پہلے کی نسبت کہیں زیادہ ہوتی ہے"۔ تو آپ نے سن کر فرمایا۔ یہ تو اللہ رب العزت کا احسان ہے۔ ہمارے نزدیک کوئی بڑی چیز نہیں۔ عین اسی وقت دو طالب علم مسجد میں موجود تھے۔ ایک پانی پینے لگ گیا تو اس نے گلاس شاید غلطی سے بائیں ہاتھ میں پکڑا اور منہ کو لگانے والا ہی تھا کہ دوسرا طالب علم بولا "ارے ارے یہ کیا کرتے ہو؟ یہ تو سنتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف ہے کہ آدمی اُلٹے ہاتھ سے کھائے پیئے"۔ تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "کہ ہم تو چاہتے ہیں کہ اس قوم کا ذہن بدل جائے اور اس تعلیم و تربیت کا یہ اثر ہو کہ اس میں احساس ذمہ داری پیدا ہو جائے۔ ان کو غلط اور صحیح کا پتہ ہو تاکہ دوسروں کی صحیح رہنمائی کر کے اپنی نجات کا سامان پیدا کریں"۔

اس سے ثابت ہوا کہ کسی کو صحیح راستہ بتا دینا بھی علم حاصل کرنے کے بعد انسان کے فرائض میں داخل ہے۔ کیونکہ علم حاصل کرنے کے بعد بھی اگر آپ کی زندگی میں کوئی نمایاں تبدیلی واقع نہیں ہوتی تو اس کو حاصل کرنے کا آخر کیا فائدہ ہوا؟

علاوہ ازیں سب سے بڑا مقصد تو میرے خیال میں انسانیت اور ہمدردی کے جذبہ کا پیدا ہونا ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ مثال کے طور پر اگر آپ زندگی کے کسی شعبہ میں بھی کام کرتے ہوں۔ جب تک آپ میں یہ صفات موجود نہ ہوں گی تو آپ کما حقہٗ کامیاب زندگی نہیں گزار سکیں گے۔ بھائیوں سے ہمدردی تو از حد ضروری ہے اور اس کائنات کے نظام سے اگر آپ ہمدردی کو نکال دیں گے تو باقی کچھ بھی نہیں رہے گا۔

خداوند قدوس مجھے اور آپ کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین!

پیاری باتیں پیارے کام

غلام محی الدین نظرؔ

جو کرتے ہیں ماں باپ کا احترام
انہیں جھک کے کرتی ہے دنیا سلام

کسی سے جو سختی سے پیش آؤ گے
تو پھر تم بھی عقبیٰ میں پچھتاؤ گے

یونہی وقت اپنا گنواؤ نہ تم
پڑھائی سے جی اب چراؤ نہ تم

ستانا نہ پنچھ کسی کو کبھی
کہ ہوتے ہیں ناخوش خدا اور نبیؐ

ہمیشہ جہاں میں کرو نیک کام
کہ نیکوں کا ہوتا ہے خوب احترام

نظرؔ کی یہ باتیں بھلانا نہ تم
یہ دولت ہے اس کو گنوانا نہ تم

ٹیلیفون نمبر
۶۷۵۴۵

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل نمبر
۶۰۴۷

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۲۷-۲۲۸۱ مورخہ ۷ ستمبر سنہ ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۲۹/۹/۲۰۷۶۷ - D.D.۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G.M/۳۰-۱۵۲۱۰ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۶۷ء

جناب محمد اکرم بٹ
جمعیۃ علماء اسلام میں شامل ہوگئے

لائلپور کی معروف سیاسی، سماجی شخصیت اور پاکستان جمہوری پارٹی کے مقتدر رہنما جناب محمد اکرم بٹ جمعیۃ علماء اسلام میں شامل ہوگئے ہیں۔ ان کی شمولیت کا اعلان قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود کی پریس کانفرنس میں مولانا عبد العلیم جالندھری نے کیا۔ بٹ صاحب بھی پریس کانفرنس میں موجود تھے

محمد بشیر ناظم دفتر شہری جمعیۃ، لائلپور

قدوری کی لاجواب اور جامع عربی شرح
جواہر النیرۃ
ہمارے ہاں زیر طبع ہے
انشاء اللہ العزیز
چند ہفتوں میں کتاب تیار ہو جائے گی
طباعت عکسی مصری، کاغذ سفید گلیز
ہدیہ کامل دو جلد غیر مجلد ۳۶/۰۰ روپے
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان شہر
(۵۵۲۰)

آپ کی قوتِ حافظہ کمزور ہے!
تو آج ہی
دماغی
کی ایک شیشی منگوا لیجیے
قیمت
پندرہ روپے معہ محصول ڈاک پیکنگ بذریعہ منی آرڈر
شیراز دواخانہ
اندرون شیرانوالہ دروازہ۔ لاہور
(زیر نگرانی استاذ الحکماء حکیم آزاد شیرازی سابق پرنسپل طبیہ کالج)

بلوچستان
جہاں حق و انصاف کے لئے
قربانیاں پیش کی جا رہی ہیں

جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام

یک روزہ
صوبائی تربیتی کنونشن

● بمقام مدرسہ مطلع العلوم بروری روڈ کوئٹہ ● مورخہ: ۷ مئی سنہ ۱۹۷۴ء بروز منگل

حافظ الحدیث
حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی
امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

مفکر اسلام قائد جمعیۃ
حضرت مولانا مفتی محمود ایم این اے
ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور امیر جمعیۃ علماء اسلام پنجاب
حضرت مولانا سید محمد شاہ امروٹی امیر جمعیۃ علماء اسلام سندھ
حضرت مولانا سید محمد ایوب بنوری امیر جمعیۃ علماء اسلام سرحد
حضرت مولانا محمد ابوبکر — امیر جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان
حاجی محمد زمان خان اچکزئی سینیٹر ● محمد اسلوب قریشی ناظم تعلیم لورہ

اور دیگر زعماء اس عظیم الشان صوبائی تربیتی کنونشن میں شریک ہوں گے
نیز اسی روز بعد نماز عشاء

جلسۂ عام سے خطاب فرمائیں گے

شعبہ نشر و اشاعت جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان